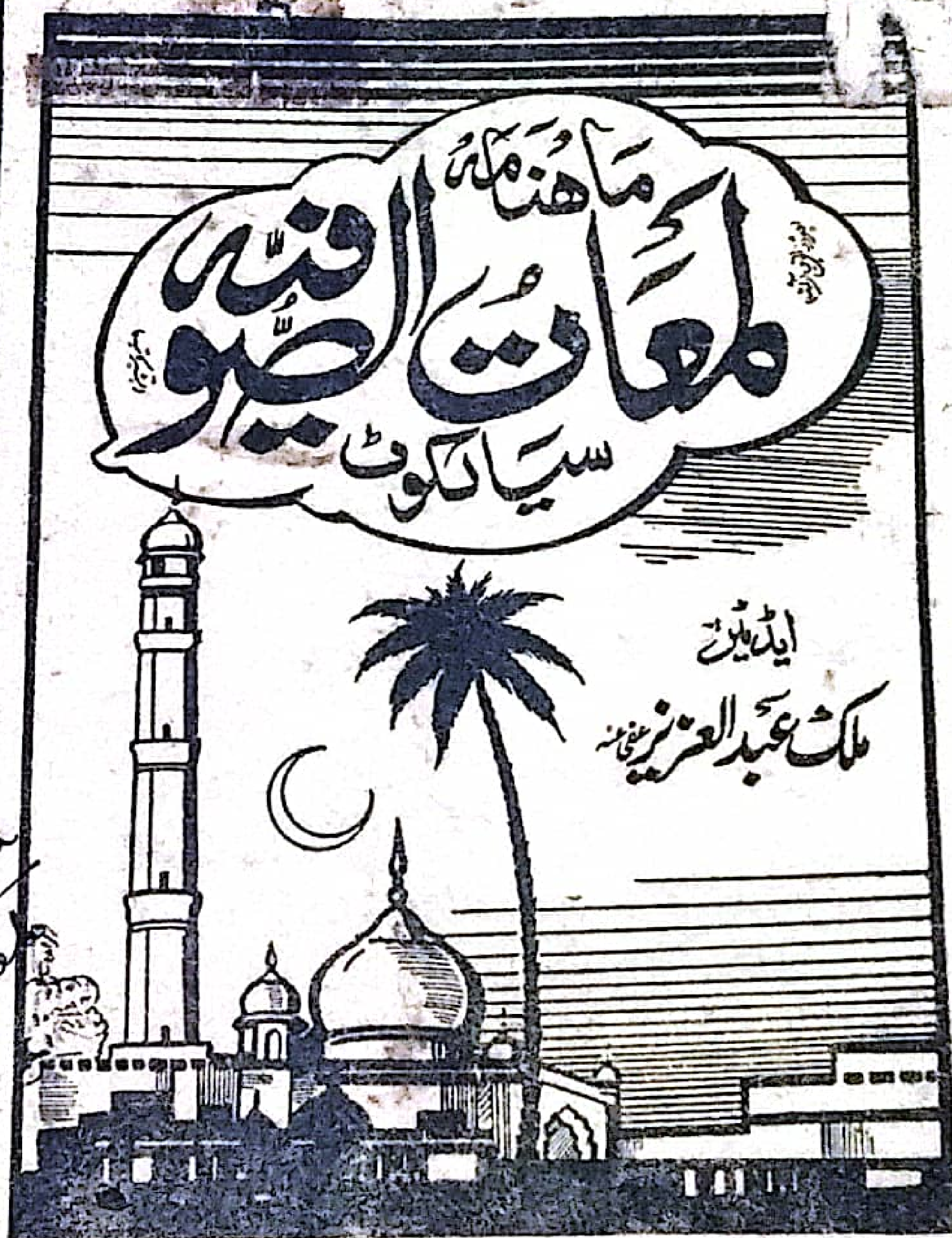
زیر سرپرستی خاص اعلیحضرت عظیم البرکت امیر الملت قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین پیر سید حافظ حاجی جماعت علی شاہ صاحب قبلہ عالم محدث علی پوری دامت برکاتہم
رجسٹرڈ نمبر ایل ۹۰۸۵

یارب برسالت رسول الثقلین یارب بغزا کنندۂ بدر وحنین
عصیان مرا دو حصہ کن در عرصات نیمے بحسن بخش و نیمے بحسین

ماہ ربیع الثانی
سنہ ۱۳۶۹ھ
مطابق
فروری سنہ ۱۹۵۰ء
جلد ۱
نمبر ۵



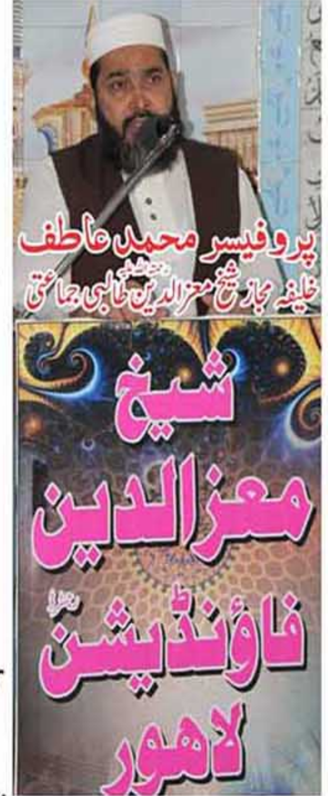
سالانہ چندہ
پانچ روپیہ

رحمتہ اللہ علیہ



انوار الصوفیہ رسالہ پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری نے انجمن خدام الصوفیہ کے زیر اہتمام ۱۹۰۴ کو شروع کروایا تھا

رسالہ انوار الصوفیہ کی ۴۲ جلدیں مہیا کرنے پر جناب محمد محمود صاحب کا مشکور ہو اور ان رسائل کا سکین کا تمام کام شیخ معزالدین فاؤنڈیشن کے بانی جناب پروفیسر محمد عاطف صاحب نے کروایا ہے،(بختیار حسین جماعتی) رسائل کی لسٹ درج ذیل ہے



1	1950 February	15	1965 March	29	1973 October
2	1950 March	16	1966 September	30	1973 November
3	1959 May June	17	1966 October	31	1974 February
4	1959 Sept October	18	1966 November	32	1974 April
5	1961 March	19	1967 October	33	1974 May June
6	1961 September	20	1968 October Nov	34	1974 July
7	1961 October Nov	21	1971 Agust	35	1974 May June
8	1962 April	22	1971 December 1972 Jan	36	1975 Agust
9	1962 January	23	1971 May	37	1975 July
10	1962 November	24	1971 July	38	1975 May
11	1962 December	25	1971 Semptember	39	1975 September
12	1963 March	26	1972 April	40	1976 Nov Dec
13	1964 May JUne	27	1973 January	41	1976 Sep Oct
14	1964 JUNE	28	1973 September	42	1977 March April

قواعد وضوابط رسالہ ہذا

۱۔ مذہب حقہ اہل السنت والجماعت کی اشاعت ۲۔ اولیائے عظام وصوفیائے کرام کی سوانحعمریاں بیان کرنا ۳۔ اشاعت تصوف
۴۔ آداب واخلاق کی تعلیم دینا۔ ۵۔ اتحاد و یکجہتی کی تعلیم۔ ۶۔ رسالہ ہذا ہر ماہ کی دس تاریخ کو شائع ہوتا ہے۔

فہرست مضامین

(تمام قسم کی خط وکتابت اور ترسیل زر بنام ملک عبدالعزیز صاحب ایڈیٹر رسالہ ہذا ہونی چاہیئے)

سعادتِ دارین فی حقوق الوالدین

ازقلم تبق رقم عالیجناب معلی القاب عمدۃ الواصلین زبدۃ العارفین مولانا الحاج الحافظ صاحبزادہ بلند سید پیر حیدر حسین
(شاہ صاحب قبلہ علی پوری مدظلہ العالی)

اس عنوان بالا کے تحت میں فقیر جو کچھ تحریر کرے گا۔ اپنی طرف سے نہیں۔ بلکہ قرآن مجید اور حدیث شریف کی روشنی میں ذکر کرے گا۔ اللہ عزوجل کو اپنی عبادت اور اتباع پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد والدین ماجدین کی اطاعت وفرمانبرداری اس قدر منظور ومطلوب ہے۔ کہ متعدد آیات میں متعدد مقامات پر اپنی عبادت کے بعد والدین کی فرمانبرداری کو بیان فرمایا۔ اور واضح طریق سے ان کے حقوق کو بیان فرما دیا۔ کہ ذی ہوش انسان کو اپنی حقیقت و ماہیت کا صحیح اندازہ ہوجاتا ہے۔ لہٰذا اب میں پہلے وہ آیات کریمہ نقل کرتا ہوں۔ ساتھ ہی ان کا ترجمہ بھی مذکور ہوگا۔ اس کے بعد احادیث نبوی کو نقل کیا جائے گا۔ تاکہ دونوں سے یہ نورانی فیضہ منصہ شہود پہ آجائے۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ۰

ترجمہ: اور تمہارے رب نے فرمایا۔ کہ اس کے سوا کسی کو نہ پوجو۔ اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ اگر تیرے سامنے ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے میں پہنچ جائیں۔ تو ان سے اُف نہ کہنا۔ اور انہیں نہ جھڑکنا۔ اور اُن سے عزت کی بات کہنا۔ اور ان کے لئے عاجزی کا بازو بچھا دے۔ نرم دلی سے۔ اور یہ کہہ کہ اے میرے پروردگار ان دونوں پر رحم کر۔ جیسا کہ انہوں نے بچپن میں مجھے پالا۔ اور فرماتا ہے۔

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّفِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا ۰

ترجمہ:- اور ہم نے انسان کو اُس کے ماں باپ کے بارے میں تاکید فرمائی۔ اُس کی ماں نے اُسے پیٹ میں رکھا کمزوری پر کمزوری جھیلتی ہوئی۔ اور اُس کا دودھ چھوڑنا دو برس میں ہے۔ یہ کہ شکر کر میرا اور اپنے ماں باپ کا میری ہی طرف تجھے آنا ہے۔ اور اگر وہ دونوں تجھ سے کوشش کریں کہ میرا شریک ٹھہرا۔ ایسے کو جس کا تجھے علم نہیں تو اُن کا کہنا نہ مان۔ اور دنیا میں بھلائی کے ساتھ اُن کا ساتھ دے۔

اور فرماتا ہے۔ وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْہِ اِحْسَانًا حَمَلَتْہُ اُمُّہٗ کُرْھًا وَّوَضَعَتْہُ کُرْھًا۔

اور ہم نے آدمی کو ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرنے کا حکم دیا۔ اُس کی ماں نے تکلیف کے ساتھ اُسے پیٹ میں رکھا۔ اور تکلیف کے ساتھ اُسے جنا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَیْرٍ فَلِلْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ فَاِنَّ اللّٰہَ بِہٖ عَلِیْمٌ۔

تم فرماؤ، جو کچھ نیکی میں خرچ کرو اور ماں باپ اور قریب کے رشتے والوں اور یتیموں اور مسکینوں اور راہگیر کے لئے ہو۔ اور جو کچھ بھلائی کرو گے۔ بے شک اللہ اُسکو جانتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰہَ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ۔

ترجمہ:- اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد کر لیا۔ کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ پوجنا اور ماں باپ اور رشتہ والوں اور یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ بھلائی کرنا۔ اور نماز قائم کرو۔ اور زکوٰۃ دو۔

اور فرماتا ہے۔ وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْہِ حُسْنًا وَاِنْ جَاھَدٰکَ لِتُشْرِکَ بِیْ مَا لَیْسَ لَکَ بِہٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْھُمَا۔

ترجمہ:- اور ہم نے انسان کو ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرنے کی وصیت کی۔ اور اگر وہ تجھے کوشش کریں۔ کہ میرا شریک ٹھہرا۔ ایسے کو جس کا تجھے علم نہیں۔ تو اُن کا کہنا نہ مان۔ آیات کریمہ کے بعد اب احادیث نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ناظرین کے پیش کرتا ہوں۔

حدیث شریف نمبرا۔ صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہ ایک شخص نے عرض کی کہ یا رسول اللہ سب سے زیادہ حسنِ صحبت یعنی احسان کا مستحق کون ہے۔ ارشاد فرمایا۔ تمہاری ماں یعنی

ماں کا حق سب سے زیادہ ہے۔ انہوں نے پوچھا۔ پھر کون؟ ارشاد فرمایا۔ تمہاری ماں۔ انہوں نے پھر پوچھا کہ پھر کون۔ ارشاد فرمایا۔ تمہارا والد۔ اور ایک روائت میں ہے۔ کہ حضور نے فرمایا۔ سب سے زیادہ ماں ہے۔ پھر ماں۔ پھر ماں۔ پھر باپ۔ پھر وہ جو زیادہ قریب ہے۔ پھر وہ ہے۔ جو زیادہ قریب ہے۔ یعنی احسان کرنے میں ماں کا مرتبہ باپ سے بھی تین درجے بلند ہے۔

حدیث شریف ۲ :۔ ابوداؤد و ترمذی بروائت بہتر بن حکیم عن ابی عن جدہٖ راوی کہتے ہیں۔ میں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس کے ساتھ احسان کروں۔ فرمایا۔ اپنی ماں کے ساتھ۔ میں نے کہا۔ پھر کس کے ساتھ۔ فرمایا۔ اپنی ماں کے ساتھ۔ میں نے کہا۔ پھر کس کے ساتھ۔ فرمایا۔ اپنی ماں کے ساتھ۔ میں نے پھر کس کے ساتھ۔ فرمایا۔ اپنے باپ کے ساتھ۔ پھر اُس کے ساتھ جو زیادہ قریب ہو۔ پھر اُس کے بعد جو زیادہ قریب ہو۔

حدیث شریف ۳ :۔ صحیح مسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ زیادہ احسان کرنے والا وہ ہے۔ جو اپنے باپ کے دوستوں کے ساتھ باپ کے نہ ہونے کی صورت میں احسان کرے۔ یعنی جب باپ مرگیا۔ یا کہیں چلا گیا ہو۔

حدیث شریف ۴ :۔ صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اُس کی ناک خاک میں ملے۔ (اُس کو تین مرتبہ فرمایا) یعنی ذلیل ہو۔ کسی نے پوچھا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کون یعنی یہ کس کے متعلق ارشاد ہے۔ فرمایا۔ جس نے ماں باپ دونوں یا ایک کو بڑھاپے کے وقت پایا۔ اور جنت میں داخل نہ ہوا۔ یعنی اُس کی خدمت نہ کی۔ کہ جنت میں جاتا۔

حدیث شریف ۵ :۔ صحیح بخاری و مسلم میں مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے یہ چیزیں تم پر حرام کر دی ہیں۔ ماؤں کی نافرمانی کرنا اور لڑکیوں کو زندہ درگور کرنا اور دوسروں کا جو اپنے اُوپر آتا ہے۔ اُسے نہ دینا اور اپنا مانگنا کہ لاؤ۔ یہ باتیں تمہارے لئے مکروہ کیں۔ قیل و قال یعنی فضول باتیں اور کثرت سوال اور اضاعت مال۔

حدیث شریف نمبر ۶ :۔ صحیح مسلم و بخاری میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ بات کبیرہ گناہوں میں ہے۔ کہ آدمی اپنے والدین کو گالی دے۔ لوگوں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کوئی اپنے والدین کو بھی گالی دیتا ہے۔ فرمایا۔ ہاں۔ اِس کی صورت یہ ہے۔

کہ یہ دوسرے کے باپ کو گالی دیتا ہے۔ وہ اس کے باپ کو گالی دیتا ہے۔ اور یہ دوسرے کی ماں کو گالی دیتا ہے۔ وہ اس کی ماں کو گالی دیتا ہے۔ صحابہ کرام جنہوں نے عرب کا زمانہ جاہلیت دیکھا تھا۔ اُن کی سمجھ میں یہ نہیں آیا کہ اپنے ماں باپ کو کوئی کیونکر گالی دے گا۔ یعنی یہ بات ان کی سمجھ سے باہر تھی۔ حضور نے بتایا۔ کہ مراد دوسرے سے گالی دلوانا ہے۔ اور اب وہ زمانہ آیا۔ کہ بعض لوگ خود اپنے ماں باپ کو گالیاں دیتے ہیں۔ اور کچھ لحاظ نہیں کرتے۔

حدیث شریف ۷:- حدیث میں ہے۔ جس نے اپنی والدہ کا پاؤں چوما۔ تو ایسا ہے۔ جیسے جنت کی چوکھٹ کو بوسہ دیا۔ (در مختار)

حدیث شریف ۸:- شرح سنہ میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں جنت میں گیا۔ اُس میں قرآن پڑھنے کی آواز سنی۔ میں نے پوچھا۔ یہ کون پڑھتا ہے۔ فرشتوں نے کہا۔ یہ حارثہ بن نعمان ہیں۔ حضور نے فرمایا۔ یہی حال ہے احسان کا۔ یہی حال ہے احسان ہے۔ حارثہ اپنی ماں کے ساتھ بہت بھلائی کرتے تھے۔

حدیث شریف ۹:- ترمذی نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ پروردگار کی خوشنودی باپ کی خوشنودی میں ہے۔ اور پروردگار کی ناخوشی باپ کی ناراضی میں ہے۔

حدیث شریف ۱۰:- ترمذی و ابن ماجہ نے روایت کی ہے کہ ایک شخص ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس آیا۔ اور یہ کہا۔ میری ماں مجھے یہ حکم دیتی ہے۔ کہ میں اپنی عورت کو طلاق دے دوں۔ ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا۔ کہ میں نے رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے۔ سُنا۔ کہ کہ والد جنت کے دروازوں میں بیچ کا دروازہ ہے۔ اب تیری خوشی ہے کہ اُس دروازے کی حفاظت کرے۔ یا ضائع کر دے۔

حدیث شریف ۱۱- ترمذی و ابوداؤد نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اُس عورت سے کراہت کرتے تھے۔ انہوں نے مجھ سے فرمایا۔ کہ اسے طلاق دے دو۔ میں نے نہیں دی۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور یہ واقعہ بیان کیا۔ حضور نے مجھے فرمایا۔ کہ اسے طلاق دیدو۔ علماء فرماتے ہیں۔ کہ اگر والدین حق پر ہوں۔ تو طلاق دینا واجب ہی ہے۔ اور اگر

بی بی حق پر ہو۔ جب بھی والدین کی رضامندی کے لیئے طلاق دینا جائز ہے

حدیث شریف ۱۲:۔ ابن ماجہ نے ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روائت کی ہے۔ کہ ایک شخص نے عرض کی۔ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم والدین کا اولاد پر کیا حق ہے۔ فرمایا کہ وہ دونوں تیری جنت و دوزخ ہیں۔ یعنی ان کو راضی رکھنے سے جنت ملے گی۔ اور ناراضی رکھنے سے دوزخ کے مستحق ہوں گے۔

حدیث شریف ۱۳:۔ بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روائت کی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے اس حال میں صبح کی کہ اپنے والدین کا فرمانبردار ہے۔ اُس کے لیئے صبح ہی کو جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ اگر والدین میں سے ایک ہی ہو۔ تو ایک دروازہ کھلتا ہے۔ اور جس نے اس حال میں صبح کی۔ کہ والدین کے متعلق خدا کی نافرمانی کرتا ہے۔ اس کے لیئے صبح ہی کو جہنم کے دو دروازے کھل جاتے ہیں۔ اور ایک ہو تو ایک دروازہ کھلتا ہے۔ ایک شخص نے کہا۔ اگرچہ ماں باپ اُس پر ظلم کریں۔ فرمایا اگرچہ ظلم کریں۔ اگرچہ ظلم کریں۔ اگرچہ ظلم کریں۔

حدیث شریف ۱۴:۔ بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روائت کی۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب اولاد اپنے والدین کی طرف نظر رحمت کرے تو اللہ تعالیٰ اُس کے لیئے ہر نظر کے بدلے حج مبرور کا ثواب لکھتا ہے۔ لوگوں نے کہا۔ اگرچہ دن میں سو مرتبہ نظر کرے۔ فرمایا۔ ہاں! اللہ بڑا ہے۔ اور اطیب ہے۔ یعنی اُسے سب کچھ قدرت ہے۔ اس سے پاک ہے کہ اُس کو اُس کے دینے سے عاجز کہا جائے۔

حدیث شریف نمبر ۱۵:۔ امام احمد و نسائی و بیہقی نے معاویہ بن جاہمہ سے روائت کی ہے۔ کہ ان کے والد جاہمہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی۔ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرا ارادہ جہاد میں جانے کا ہے۔ حضور سے مشورہ لینے کو حاضر ہوا ہوں۔ ارشاد فرمایا۔ تیری ماں ہے عرض کی ہاں۔ فرمایا۔ اُس کی خدمت لازم کر لے۔ کہ جنت اُس کے قدم کے پاس ہے۔

حدیث شریف ۱۶:۔ بیہقی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روائت کی۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ کسی کے ماں باپ دونوں یا ایک کا انتقال ہو گیا۔ اور یہ ان کی نافرمانی کرتا تھا۔ اب ان کے لیئے ہمیشہ استغفار کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو نیکوکار لکھ دیتا ہے۔

حدیث شریف ۱۷:۔ نسائی و داری نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ منان یعنی احسان جتانے والا اور والدین کی نافرمانی کرنے والا اور شراب خواری کی مداومت کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔

حدیث شریف ۱۸:۔ ترمذی نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے۔ کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں نے ایک بڑا گناہ کیا ہے۔ آیا میری توبہ بھی قبول ہوگی۔ فرمایا۔ کیا تیری ماں زندہ ہے۔ عرض کی۔ نہیں۔ فرمایا۔ تیری کوئی خالہ ہے۔ عرض کی۔ ہاں۔ فرمایا۔ اُس کے ساتھ احسان کر۔

حدیث شریف نمبر ۱۹:۔ ابوداؤد و ابن ماجہ نے ابی اسید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہتے ہیں۔ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے۔ کہ بنی سلمہ میں کا ایک شخص حاضر ہوا۔ اور عرض کی یا رسول اللہ میرے والدین مر چکے ہیں۔ اب بھی اُن کے ساتھ احسان کا کوئی طریقہ باقی ہے۔ فرمایا۔ ہاں! اُن کے لئے دُعا استغفار کرنا اور جو انہوں نے عہد کیا ہے اُن کو پورا کرنا اور جس رشتے والے کے ساتھ اُنہیں کی وجہ سے سلوک کیا جا سکتا ہو اُس کے ساتھ سلوک اور اُن کے دوستوں کی عزت کرنا۔

حدیث شریف ۲۰:۔ حاکم مستدرک میں کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ تم لوگ ممبر کے پاس حاضر ہو جاؤ۔ ہم سب حاضر ہوئے۔ جب حضور ممبر کے پہلے درجے پر چڑھے۔ فرمایا۔ آمین! دوسرے درجہ پر چڑھے۔ کہا۔ آمین! جب تیسرے درجے پر چڑھے۔ فرمایا۔ آمین! جب حضور منبر سے اُترے۔ ہم نے عرض کی۔ حضور سے آج ایسی بات سُنی کہ کبھی ایسی نہیں سنی۔ فرمایا۔ کہ جبرئیل میرے پاس آئے اور یہ کہا۔ کہ اُسے رحمت الٰہی سے دوری ہو۔ جس نے رمضان کا مہینہ پایا۔ اور اُس کی مغفرت نہ ہوئی۔ اس پر میں نے آمین کہی۔ جب دوسرے درجے پر چڑھا۔ انہوں نے کہا۔ اُس شخص کیلئے رحمت الٰہی سے دوری ہو۔ جس کے سامنے حضور کا ذکر ہو اور وہ حضور پر درود نہ پڑھے۔ اس پر میں نے کہا۔ آمین! جب میں تیسرے زینے پر چڑھا۔ انہوں نے کہا۔ اُس کے لئے دوری ہو۔ جس کے ماں باپ دونوں یا ایک کو بڑھاپا آیا اور انہوں نے اُسے جنت میں داخل نہ کیا۔ میں نے کہا آمین۔

(باقی آئندہ)

قطعۂ تاریخ خیر مقدم

اعلیحضرت قبلۂ عالم و عالمیاں امیرِ ملّت شہنشاہِ علیپوری مدظلہ العالی

(از مولینا حاجی محمد ضیاء الدین صاحب رامپوری نقشبندی جماعتی)

عزم کعبہ کرد آں شاہ جماعت شیخِ ما
از کراچی سوئے کعبہ بر ہوا رفتہ جہاز

قبلۂ روحانیاں و کعبۂ رمز و اماں
شد ز پاکستاں سوئے بیتِ خدائے بے نیاز

چشم و دل پُر شد از روضۂ پاک رسولؐ
مرشدِ ما گشت از خیر و سعادت سرفراز

اندراں مسجد کہ ایستادہ ملائک صف بصف
کعبۂ دل قبلۂ عالم ادا کردہ نماز

چوں پس از حج و زیارت باز آمد در وطن
شد مبارک ایں سفر خوش آمدہ عمرش دراز

بہرِ تاریخ از دل ضیاؔء آمد ایں ندا!

گو گل رفشاں آمدہ شاہ جماعت از حجاز

دعائیہ نظم پاکستان

از نتیجۂ فکر ممتاز علی خان ممتاز جماعتی (مہاجر از ضلع حصار) فرستادہ جناب صاحبزادہ سیّد حاجی صاحبزادہ سیّد حاجی حافظ پیر حیدر حسین شاہ صاحب علیپوری مدظلہم

پھلے پھولے یارب یہ پاکستان
بڑھے رات دن اس کی عزت و شان

مٹیں اس کے اعدا جو ہیں سب کے سب
جھکے اس کے قدموں میں ہندوستان

خدایا ہمیں ایسی توفیق دے!
فتح پانی پت کا کریں ہم میدان

رہے تا ابد زندہ قائد ہمارا
ملا جس کے ذریعہ سے پاکستان

ہے خدا کی مدد بھی سدا ان کے ساتھ
ملی اس سبب سے انہیں عزّوشان

نبیؐ جی بھی راضی ہوئے ان سے واللہ
کہ اسلام کی ان سے باقی ہے آن

خدایا ہمیں ولولہ وہ عطا کر
کہ ملّت کی ہم سے بڑھے عزّوشان

نمازوں پہ قائم ہمیں رکھ مدام
کہ مضبوط ہو تا کہ اپنا ایمان

ہمیں سچا پکّا مجاہد بنا
حکومت کی ہم سے بڑھے اور شان

تو غازی بنا کر ہمیں زندہ رکھ
مریں تو شہادت پہ نکلے یہ جان!

اللہ ہو اللہ اللہ اللہ!

(از خاکسار سگِ دربار ناچیز ظہیر الدین اطہر قصوری جماعتی)

نورِ الٰہی وجود میں آیا — ذرہ ذرہ ہے جگمگایا
ذکر کا نغمہ دلمیں سمایا — حوروں نے یہ گا کے سنایا
اللہ ہو! اللہ اللہ اللہ!

چاند کا ٹکڑا نور سراپا — شکل حقیقی بھید خدا کا
جس نے کیا دو جگ میں اجالا — شور ہے ہر سو صلِ علیٰ کا
اللہ ہو اللہ اللہ اللہ!

فخرِ دو عالم رحمتِ کامل — جن کی ثناء ہے سورہ مزمل
بانیٔ حق توحید کے حامل — کیوں نہ کہے پھر درد بھرا دل
اللہ ہو اللہ اللہ اللہ!

ظلمتِ کفر مٹانے والے — نورِ خدا پھیلانے والے
قلبِ سیاہ چمکانے والے — دل میں سما تڑپانے والے
اللہ ہو اللہ اللہ اللہ!

رازِ نہاں تم ہی تو ہو مولا — بعدِ اذاں تم ہی تو ہو مولا
دلیں کی عناں تم ہی تو ہو مولا — رنگِ زماں تم ہی تو ہو مولا
اللہ ہو اللہ اللہ اللہ!

ہیں آپ کے باعث دونوں جہاں — اور رونقِ بزمِ کون و مکاں
یہ ارض و سما وہ باغِ جناں — مجھ کو بھی عطا ہو دردِ نہاں
اللہ ہو اللہ اللہ اللہ!

اے حسنِ ازل لولاک لما — ہر شکل میں ہے تو جلوہ نما
اطہر کو بھی للہ اپنا بنا — سرکارِ علی پور کا صدقہ
اللہ ہو اللہ اللہ اللہ!

اَے شاہِ علی پور سیّداں — اَے دلبرِ محبوبِ یزداں
اَے مخزنِ علم و سرِّ نہاں — مجھ پر بھی کرم ہو شاہِ زماں
اللّٰہ ہُو اللّٰہ، اللّٰہ، اللّٰہ!

مختار میرے اَے داتا سخی — للّٰہ مٹا دو نقشِ دوئی
پھر لطف کی ہو وہ رنگینی — جس رنگ سے یہ کائنات ہے بنی
اللّٰہ ہُو اللّٰہ، اللّٰہ، اللّٰہ!

جز آپ کے ہے اَب کون شہا — بگڑی جو بنائے بہر خدا
بس عشق میں اپنے کیجئے فنا — ہر آن اُٹھا دیجئے پردا
اللّٰہ ہُو اللّٰہ، اللّٰہ، اللّٰہ!

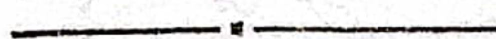
غمخوارِ زمانہ جانِ دلم — ہے آپ پہ نازاں روحِ عجم
ہو خاص اِدھر بھی نظرِ کرم — واللّٰہ ہے غنیمت آپ کا دم
اللّٰہ ہُو اللّٰہ، اللّٰہ، اللّٰہ!

تم دلبرِ خاص کے جانی ہو — اور سچ تو یہ ہے کہ نشانی ہو
اس بزمِ وجود کے بانی ہو — منظورِ نظر ربّانی ہو
اللّٰہ ہُو اللّٰہ، اللّٰہ، اللّٰہ!

وَنَحْنُ اَقْرَبُ فرمایا — مِنْ حَبْلِ الْوَرِيد کا ہے سایہ
یوں پردے میں جلوہ دکھلایا — خود ہی سے خدا ہے نظر آیا
اللّٰہ ہُو اللّٰہ، اللّٰہ، اللّٰہ!

ہیں جتنے غلامانِ شاہی — اور منزلِ عرفان کے راہی
سب ہی کو ہو درد سے آگاہی — دیکھیں وہ جمالِ الٰہی!
اللّٰہ ہُو اللّٰہ، اللّٰہ، اللّٰہ!

اَے نورِ حقیقی شاہِ زمن — اظہر کے ہو دل میں جلوہ فگن
اس دل میں رہے بس تیری لگن — ہے شوق یہی اک دردِ دلِ من
اللّٰہ ہُو اللّٰہ، اللّٰہ، اللّٰہ!



مدحتِ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم

نذرِ رشیداں: کلیم جماعتی عفی عنہ حیدرآبادی

ہشیار ہے بلا کا دیوانۂ محمدؐ ۔۔۔ لغزش سے ہے مبرّا مستانۂ محمدؐ
فرزانگی کا دعویٰ ہے آج اک جہاں کو ۔۔۔ یارب مجھے بنا دے دیوانۂ محمدؐ
درکار ہے ہمیں کو کچھ عزم مستیوں کا ۔۔۔ اب بھی کھلا ہوا ہے میخانۂ محمدؐ
مسجود ہو ملک کی کیونکر نہ اس کی چوکھٹ ۔۔۔ ہے رشکِ عرش و کرسی کاشانۂ محمدؐ
ممکن نہیں کہ اٹھے اس کی نظر زمیں سے ۔۔۔ چھا جائے جس پہ رعبِ شاہانۂ محمدؐ
ٹھکرائیں گی جہاں کو سرمستیاں ہماری ۔۔۔ مانے گا کب کسی کو دیوانۂ محمدؐ
ہم اس کو پی چکے ہیں آپس میں بیر کیسا ۔۔۔ ہے ساغرِ توحّد پیمانۂ محمدؐ
اے کاش حشر میں یوں خالق ہمیں پکارے ۔۔۔ دیوانۂ محمدؐ! دیوانۂ محمدؐ

ہے یوں طواف اس کا واجب کلیم ہم پر
کعبہ کا گویا کعبہ ہے خانۂ محمدؐ

سیرۃ الصلحاء

(ابو یوسف محمد شریف عفا اللہ کوٹلی لوہاراں)

اخلاص:- سلف صالحین کی عادت مبارکہ میں اخلاص تھا۔ وہ ہر ایک عمل میں اخلاص مدِ نظر رکھتے تھے۔ اور ریا کا شائبہ بھی اُن کے دلوں میں نہیں پیدا ہوتا تھا۔ وہ جانتے تھے۔ کہ کوئی عمل بجز اخلاص مقبول نہیں۔ وہ لوگوں میں زاہد عابد بننے کے لئے کوئی کام نہیں کرتے تھے۔ اُنہیں پرواہ نہیں ہوتی تھی۔ کہ لوگ اُن کو اچھا سمجھیں یا بُرا۔ ان کا مقصود محض رضاءِ الٰہی ہوتا تھا۔ ساری دنیا اُن کی نظروں میں ہیچ ہوتی تھی۔ وہ جانتے تھے کہ اخلاص کے ساتھ عمل قلیل بھی کافی ہوتا ہے۔ مگر اخلاص کے سوا رات دن بھی عبادت کرتا رہے تو کسی کام نہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو جب یمن بھیجا۔ تو فرمایا۔ اخلص دینک یکفیک العمل القلیل کہ اپنے دین میں اخلاص کر۔ تجھے تھوڑا عمل ہی کافی ہوگا۔ (حاکم) حضرت علی رضی اللہ عنہ کا واقعہ ناظرین سے مخفی نہیں۔ کہ ایک لڑائی میں ایک کافر پر آپ نے قابو پایا۔ اُس نے آپ کے منہ مبارک پر تھوک دیا۔ تو آپ نے اُس کو چھوڑ دیا۔ وہ حیران رہ گیا۔ کہ یہ بات کیا ہے؟ بجائے اس کے کہ ان کو غصہ آتا۔ اور مجھے قتل کر دیتے۔ انہوں نے چھوڑ دیا ہے۔ حیران ہو کر پوچھتا ہے۔ تو آپ فرماتے ہیں:۔

گفت من تیغ از پئے حق مے زنم — بندۂ حقم نہ مامورِ تنم
شیر حقم نیستم شیرِ ہوا — فعلِ من بردینِ من باشد گواہ

کہ میں نے محض خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے تلوار پکڑی ہے۔ میں خدا کے حکم کا بندہ ہوں اپنے نفس کے بدلہ کے لئے مامور نہیں ہوں۔ میں خدا کا شیر ہوں۔ اپنی خواہش کا شیر نہیں ہوں۔ چونکہ تو نے میرے منہ پر تھوکا۔ تو اب اس لڑائی میں نفس کا دخل ہو گیا۔ اخلاص جاتا رہا۔ اس لئے میں نے تم کو چھوڑ دیا ہے۔ کہ میرا کام اخلاص سے خالی نہ ہو۔

چوں در آمد علتے اندر غزا — تیغ را دیدم نہاں کردن سزا

یعنی جب اس جنگ میں ایک علت پیدا ہو گئی۔ جو اخلاص کے منافی تھی۔ تو میں نے تلوار کا روکنا ہی مناسب سمجھا۔ وہ کافر حضرت کا یہ جواب سن کر مسلمان ہو گیا۔ اس پر مولانا فرماتے ہیں:۔

بس خجستہ معصیت کاں مرد کرد نے زخارے بر دمد اوراق ورد

اس کافر نے کیا مبارک گناہ کیا۔ یعنی وہ تھوکنا اس کے حق میں مبارک ہوگیا۔ کہ اسے اسلام نصیب ہوا۔ اس پر مولانا تمثیل بیان فرماتے ہیں۔ کہ جس طرح کانٹوں سے گلسرخ کے پتے نکلتے ہیں۔ اسی طرح اس گناہ سے اُسے اسلام حاصل ہوگیا۔ وہب بن منبہ فرمایا کرتے تھے۔ من طلب الدنیا بعمل الاٰخرۃ۔ نکس اللہ قلبہ وکتب اسمہ فی دیوان اھل النار۔ جو شخص آخرت کے عمل کے ساتھ دنیا طلب کرے۔ خدا تعالےٰ اس کے دل کو اُلٹا کردیتا ہے۔ اور اس کا نام دوزخیوں کے دفتر میں لکھ دیتا ہے۔ وہب بن منبہ کا یہ قول اس آیت سے ماخوذ ہے۔ جو حق تعالیٰ نے فرمایا۔ من کان یرید حرث الدنیا نؤتہ منھا ومالہ فی الاٰخرۃ من نصیب۔ جو شخص اعمال صالحہ میں دنیا چاہے۔ ہم دنیا سے اتنا جتنا کہ اس کا مقدر ہے۔ دیتے ہیں۔ اور آخرت میں اُس کے لئے کوئی حصّہ نہیں۔ بعض بزرگان دین سے منقول ہے۔ کہ وہ یہاں تک اخلاص کی کوشش کرتے تھے۔ وہ ہمیشہ جماعت میں پہلی صف میں کھڑے ہوتے تھے۔ ایک دن اتّفاق سے آخری صف میں کھڑے ہوئے۔ اور دل میں خیال آیا۔ کہ آج لوگ مجھے آخری صف میں دیکھ کر کیا کہیں گے۔ اس خیال کے سبب لوگوں سے شرمندہ ہوگئے۔ اور یہ سمجھا کہ میں نے جتنی نمازیں پہلی صف میں پڑھی ہیں۔ اُس میں لوگوں کی نمائش مقصود تھی۔ تو تیس سال کی نمازیں قضا کیں معروف کرخی رحمۃ اللہ فرمایا کرتے تھے۔ اخلصی تتخلصی۔ اَے نفس اخلاص کر کہ تو خلاصی پائے گا۔ آپ نے یہ بھی فرمایا ہے۔ المخلص من یکتم حسناتہ کما یکتم سیئاتہ۔ مخلص وہ شخص ہے۔ جو اپنی نیکیوں کو ایسا چھپائے۔ جیسے کہ اپنی برائیوں کو چھپاتا ہے۔ سفیان ثوری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ کہ مجھے میری والدہ نے فرمایا۔ یابنی لاتتعلم العلم الا اذا نویت العمل بہ والا فھو وبال علیک یوم القیامۃ۔ کہ اَے میرے بیٹے۔ علم پر اگر عمل کی نیّت ہو۔ تو پڑھو۔ ورنہ وہ علم قیامت کے دن تجھ پر وبال ہوگا۔

حضرت حسن بصری علیہ الرحمۃ ہمیشہ اپنے نفس کو مخاطب کرکے فرمایا کرتے تھے۔ تتکلمین بکلام الصالحین القانتین العابدین وتفعلین فعل الفاسقین المنافقین المرائین واللہ ما ھذہ صفا المخلصین۔ کہ اَے نفس تو ایسی باتیں کرتا ہے۔ جیسے کوئی بڑا صالح عابد زاہد ہے۔ لیکن تیرے کام ریاکار فاسقوں منافقوں کے ہیں۔ خدا کی قسم مخلص لوگوں کی یہ صفات نہیں کہ ان میں باتیں ہوں اور عمل نہ ہوں۔ مولانا رُوم فرماتے ہیں۔ کہ

حرف درویشان بر زدد مرد دون

خیال فرمایئے۔ امام حسن بصری علیہ الرحمۃ وہ شخص ہیں۔ جنہوں نے ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا دودھ پیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے خرقہ خلافت پہنا۔ سلسلہ قادریہ چشتیہ سہروردیہ کے شیخ ہوئے۔ مگر نفس

کو ہمیشہ ایسا ہی جھڑکا کرتے تھے۔ تاکہ اس میں ریا نہ پیدا ہو جائے۔ ایک ہم ہی ہیں۔ بدنام کنندۂ نکونامے چند کہ ہم اپنی ریاکاریوں کو عین اخلاص سمجھتے ہیں۔

ذوالنون مصری رحمۃ اللہ سے پوچھا گیا کہ آدمی مخلص کس وقت ہوتا ہے۔ فرمایا۔ جب عبادت الٰہی میں خوب کوشش کرے اور اس کی خواہش یہ ہو کہ لوگ میری عزت نہ کریں۔ جو عزت کہ لوگوں کے دلوں میں ہے۔ وہ بھی جاتی رہے۔

یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ سے سوال ہوا۔ کہ انسان کب مخلص ہوتا ہے۔ فرمایا جب شیر خوار بچےؔ کی طرح اس کی عادت ہو۔ شیر خوار بچہؔ کی کوئی تعریف کرے تو اسے خوش نہیں لگتی۔ اگر مذمت کرے۔ تو اُسے بری نہیں معلوم ہوتی۔ جس طرح وہ اپنی مدح و ذم سے بے پرواہ ہوتا ہے۔ اس طرح انسان جب مدح و ذم کی پرواہ نہ کرے تو مخلص کہا جا سکتا ہے۔

ابوالسائب علیہ الرحمۃ یہاں تک اخلاص کا خیال رکھتے تھے۔ کہ اگر قرآن یا حدیث سننے سے ان کو رقت طاری ہو جاتی۔ اور آنکھوں میں پانی بھر آتا۔ تو آپ فوراً اس رونے کو تبسم کی طرف پھیر دیتے۔ یعنی ہنس پڑتے۔ اور ڈرتے کہ رونے میں ریا نہ ہو جائے۔ آج ہم خواہ مخواہ وعظ میں تقریر میں بھری مجلس میں رونی صورت بناتے ہیں۔ کہ لوگ سمجھیں کہ یہ حضرت بڑے نرم دل اور خدا خوف ہیں۔

بہ بیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا

ابوعبداللہ انطاکی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں۔ کہ قیامت کے دن ریاکار کو حکم ہوگا۔ کہ جس شخص کے دکھانے کے لئے تو نے عمل کیا۔ اس کا اجر اسی سے مانگ۔

حسن بصری رحمۃ اللہ فرماتے ہیں۔ من ذم نفسہ فی الملا فقد مدحہا وذالک من علامات الریاء کہ جو شخص مجالس میں اپنے نفس کی مذمت کرے۔ تو اس نے گویا نفس کی مدح کی۔ اور یہ ریا کی علامات سے ہیں۔ یہاں سے ان واعظوں اور لیکچراروں کو عبرت حاصل کرنا چاہئے۔ جو اسٹیج پر کھڑے ہوتے اپنی مذمت شروع کر دیتے ہیں۔ کہ میں ان حضرات کے سامنے کیا جرأت رکھتا ہوں۔ کہ بولوں۔ میں ان کے سامنے ہیچ ہوں۔ یہ ہوں۔ وہ ہوں۔ یہ مذمت نہیں۔ بلکہ حقیقت میں اپنی تعریف کرنا ہے۔ بزرگان دین اس کو بھی ریا پر محمول فرماتے تھے۔

(باقی ـــــ باقی)

نعت شریف

ساجد سنبھلی جماعتی

ہر دل میں ہے اک پرتوِ سودائے مدینہ
ہے کتنی حسیں حسرتِ صحرائے مدینہ

کیا چیز ہے زیبائش و رعنائی فردوس
اللہ رے! گل رنگیٔ صحرائے مدینہ

ساقی ابھی رندوں میں ہیں کچھ ہوش کے آثار
اک اور بڑھا، جرعۂ صہبائے مدینہ

ہے اُس کی نظر واقفِ تقدیرِ دو عالم
حاصل ہے جسے قُربتِ آقائے مدینہ

پیدا ہو اگر کوئی مشامِ نظف و تیز
ہر راہ میں ہے نکہتِ گلہائے مدینہ

ساجد جو یہی جذب و کشش، سوز و اثر ہے
کچھ دُور نہیں، منزلِ آقائے مدینہ

ترے شیشے میں مے باقی نہیں ہے؟
بتا؟ کیا تو مرا ساقی نہیں ہے؟

سمندر سے ملے قطرۂ شبنم
بخیلی ہے یہ رزّاقی نہیں ہے!

(اقبال)

سفر شاہ جماعت مدظلہم العالی بہ دیار شاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم

(دوسری قسط)

ذکر حبیب کم نہیں وصل حبیب سے

(از حاجی الحرمین الشریفین خان بہادر منشی مصطفیٰ علی خاں نقشبندی جماعتی بیسوی مہاجر کراچی)

طیران گاہ کراچی :- پاک ایرویز کمپنی کے پروگرام کے مطابق حضرت قبلۂ عالم مدظلہم العالی کا ہوائی سفر کراچی سے ۱۷ ستمبر یعنی ۲۳ ذیقعدہ دس بجے شب شروع ہونا تھا۔ مگر کمپنی نے یکایک اپنا پروگرام تبدیل کیا اور بجائے ۱۷ ستمبر شنبہ کی رات کے ۱۸ ستمبر یکشنبہ صبح کے چھ بجے روانگی مقرر کی۔ اور ۱۷ شنبہ کی صبح ہی مطلع کیا۔ کہ تمام مسافر یا شہر کراچی میں کمپنی کے دفتر پر یا شہر سے دس میل پرے ڈرگ روڈ طیران گاہ پر چار بجے پچھلی رات تک پہنچ جاویں۔ کہ کسٹم وحفظان صحت وپاسپورٹ کے دستوری معائنوں کے مراحل پرواز کی مقررہ ساعت سے پہلے آسانی سے طے ہوں۔ پس حضرت اقدس نے پچھلی رات میں نماز تہجد ادا فرمائی۔ اور فضل منزل سے سیدھے بسواری موٹر طیران گاہ تشریف فرما ہوئے۔ مرد و زن متوسلین ومعتقدین کی ایک کثیر تعداد نے فضل منزل کے در پر آپ کو خیرباد کہا۔ اور اللہ جل شانہٗ کے حوالہ کیا۔

کردۂ عزم حرم لطف خدا یار تو باد　　　فضل حق از ہمہ آفات نگہدار تو باد!

اس پچھلی رات کی سردی و اندھیری میں ڈرگ روڈ طیران گاہ پر بھی فدایان حضرت شاہ جماعت کی کثیر جماعت پھولوں کے ہار لئے ہوئے کراچی سے پہنچی ہوئی تھی۔ اس جماعت کے ہر فرد کے دل میں اور زبان پر یہ دعا تھی۔

بہ حرم رفتنت مبارکباد　　　بہ سلامت روی و باز آئی

جب پاسپورٹوں کے معائنہ کی باری آئی۔ تو پاک ایرویز کمپنی والوں نے بڑی منت و معذرت کے ساتھ ہمیں مطلع کیا۔ کہ حضرت صاحبزادہ سید حسین شاہ صاحب قبلہ کا پاسپورٹ سہواً کہیں کھویا گیا ہے۔ اور اس وجہ سے صاحبزادہ صاحب کا سفر آج نہ ہو سکے گا۔ اور وہ نئے پاسپورٹ بنوا کر دوشنبہ ۱۹ ستمبر ۲۵ ذیقعدہ کی شب جدہ کے لئے روانہ ہونے والے طیارہ میں انہیں سوار کرا دیں گے۔ اس خبر پریشاں اثر سے سب حاضرین کے قلوب یک لخت پژمردہ ہو گئے۔ تاکہ جناب صاحبزادہ صاحب کا سفر حضرت صاحب قبلہ ہی

ہو کسی نے تجویز پیش کی۔ کہ ملک عبدالرحمٰن صاحب کے پاسپورٹ پر آج ہی صاحبزادہ صاحب کا سفر کے ساتھ ہو جاوے۔ اور کہ صاحبزادہ صاحب کے پاسپورٹ پر ملک صاحب دوشنبہ کی شب روانہ جدّہ ہوں۔ حضرت قبلۂ عالم سے اس مبارک سفر میں ایسی دو دن کی جدائی کے ایثار پر ملک صاحب بھی راضی ہو گئے۔ مگر آفرین کہ صاحبزادہ صاحب نے خود نہ مانا۔ کہ وہ دوسرے کے پاسپورٹ پر خود سفر کریں۔ اور اپنے پاسپورٹ کے گم ہونے کو رضائے الٰہی فرمایا۔ اور اس روز کراچی میں ٹھہر گئے۔ بعد نماز فجر جو سب نے طیاران گاہ پر ادا کی۔ اور قریب طلوع آفتاب اعلیٰ حضرت اقدس معہ ملک عبدالرحمٰن صاحب و صوفی محمد لقمان صاحب اور اس بندہ کے اور دیگر پنتالیس مسافر طیّارہ سوار ہو گئے۔ حضرت صاحب قبلہ کو کرسی پر اٹھائے ہوئے طیّارہ میں پہنچایا گیا۔ اللہ اکبر اور امیر ملّت زندہ باد کے فلک بوس نعروں میں طیّارہ زمیں سے اٹھ گیا۔ اور پرواز جانب حجاز شروع ہو گیا ؎

در انگندیم بسم اللہ مجریہا و مرسلہا تہِ افلاک نیلی در صبائے تند و بے پایاں

پرواز شروع ہوتے ہی آپ کا بستر طیّارہ کے دروازہ کے سامنے والی کھلی سطح پر بچھا دیا گیا کہ آپ آرام فرما سکیں۔ دس بجے صبح جب کہ تخمیناً نصف راستہ طے ہوا تھا۔ آپ نے تازہ وضو فرما کر احرام زیب تن کیا۔ اور ربِّ کعبہ کو دعوتِ کعبہ پر لبیک جواب دیا۔ لبّیک اللّٰھم لبّیک ط لبّیک لا شریک لکَ لبّیک ط اِنَّ الحمد والنعمۃ لکَ والملک ط لا شریک لکَ ط

منزل جدّہ شریف:- قریباً نو گھنٹوں کی یکساں پرواز کے بعد طیّارہ کا جدّہ کی طیران گاہ پر نزول ہوا۔ یہاں ہم نے ترکی، شام، عراق، مصر، مراقش، سوڈان، مشرقی افریقہ ہندوستان و جاوا وغیرہ ممالک سے کھنچے ہوئے طیّاروں کا نظارہ کیا۔ اور بڑی رونق دیکھی۔ کہ تمام طیران گاہ حاجیوں سے اور حاجیوں کو لینے آئے ہوئے عربوں سے بھرا ہوا تھا۔ یہاں حضرت قبلۂ عالم کے استقبال کے لئے مکۂ معظّمہ کے ہمارے مطوّف محمد محسن صاحب کے صاحبزادہ ابوالخیر صاحب معہ موٹر کار حاضر تھے۔ انہوں نے ہمیں معہ ہمارے سامان کے طیران گاہ سے تین میل دور شہر جدّہ میں فرودگاہ پر آنِ واحد میں پہنچا دیا۔ منزل پر پہنچتے ہی ہم نے حضرت قبلۂ عالم کی اقتدار میں نماز ظہر باجماعت ادا کی۔

حیدر آباد دکن سے کراچی پہنچ کر اور کراچی سے ہم سے چند گھنٹے قبل اورینٹ ایرویز کمپنی کے طیارہ میں قاری محمد شہاب الدین صاحب دکن حیدر آبادی جو روانہ ہوئے تھے۔ وہ بھی حضرت صاحب قبلہ کے فرودگاہ میں داخل ہو گئے۔ حضرت اقدس نے ابوالخیر صاحب کو فرما دیا۔ کہ صاحبزادہ صاحب کے

پہنچنے کے بعد ہی ہم جدہ شریف سے عازمِ مکہ معظمہ ہوں گے۔ توقع تھی کہ دوشنبہ ۱۹ ستمبر ۲۵ ذیقعدہ کی شب کراچی سے روانہ ہو کر حضرت صاحبزادہ صاحب سہ شنبہ کی صبح حضرت قبلۂ عالم سے آملیں گے۔ مگر پاک ایئرویز کا کوئی طیارہ ۲۰ ستمبر سہ شنبہ کی صبح نہیں آیا۔ نہ ۲۱ ستمبر چہار شنبہ کی صبح آیا۔ طیران گاہ پر طیارہ کے ایجنٹوں کو بھی کوئی خبر ہی نہیں تھی۔ کہ یکایک ۲۱ چہار شنبہ کو بوقت ظہر پاک ایئرویز کا کراچی والا طیارہ پہنچا۔ اور جناب صاحبزادہ صاحب کا بخیر نزول ہؤا۔ آپ سے معلوم ہؤا۔ کہ حسب پروگرام طیارہ دوشنبہ ۱۹ کی شب کو ڈرگ روڈ سے روانہ ہؤا تھا۔ مگر باعث نقص انجن تین سو میل کے سفر کے بعد ڈرگ روڈ واپس ہؤا اور بعد مرمت سہ شنبہ ۲۰ کی رات بار دیگر روانہ ہؤا۔ مگر تھوڑی سی پرواز کے بعد پھر لوٹا۔ کہ مزید مرمت طلب تھا۔ آخرش بعد نصف شب روانہ ہؤا۔ اور بوقت ظہر بہ سلامتی جدہ پہنچا۔[۵] تین یوم کے جدہ شریف کے قیام میں ہم نے حضرتنا مائی حوا علیہا السلام کی جائے دفن کی زیارت کی۔ ہمارے رفقاء سفر میں صوفی محمد لقمان اور ملک محمد عبد الرحمٰن صاحب کا یہ پہلا سفر حج تھا۔ وہ تو ہر زیارت کے بے حد مشتاق پائے جاتے تھے۔

مَیں نے جائے دفن اس لئے لکھا ہے۔ کہ مائی صاحبہ علیہا السلام کی قبر مبارک جو آغاز زمانہ سے ہر پیغمبر اور ہر حکومت کے ایام میں جو ثابت موجود تھی۔ اُس کو اس چودھویں صدی ہجری کے وسط میں موجودہ سلطنت عبد العزیز ابن سعود قائم ہوتے ہی نجدیوں نے منہدم کر دیا۔ اُن کے خیال و ایمان میں وہ قبر جو تمام پیغمبروں کے زمانوں میں اور خود تاجدار کونین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اور خلفاء راشدین اور جمیع خلفا و سلاطین اسلام کے زمانوں میں محفوظ اور زیارت گاہ بنی آدم رہی۔ اُس کا باقی رہنا باعث شرک تھا۔ معزز قارئین غور فرماویں۔ کہ ان قبر شکنوں کا کیا ایمان ہے۔ یہی کہ وحدہٗ لاشریک کی تعلیم و تبلیغ کرنے والے پیغمبروں نے بھی گویا اس شرکِ مزار اقدس حوا علیہا السلام کو جائز رکھا۔ توبہ! استغفر اللہ! نقل کفر کفر نباشد ع

بریں عقل و دانش بباید گریست

مولائے کریم ان لوگوں کو ہدایت دیوے۔ آمین!

مکہ مبارکہ میں ورود: حسب ارشاد حضرت قبلۂ عالم ہم نے اُسی دن یعنی چہار شنبہ کو بعد نماز

---

۵ اس سے ظاہر ہے کہ پاک ایرویز کے طیارے علتی ہیں۔ ایک سال قبل اس کمپنی کا ایک بڑا طیارہ ضلع ملتان میں گر کر تباہ ہؤا اور کئی جانیں تلف ہوئیں۔ جن میں پاکستانی جنگی ہوائی بیڑہ کا ایک نامور ہوا باز بھی تھا۔ پھر دو ماہ قبل کراچی سے بیس میل پر ایک اور فضائی حادثہ ہؤا۔ جس میں ۲۶ مسافروں کی جانیں تلف ہوئیں۔ جن میں پاکستانی فوج کے دو نامور اور بہادر جرنیل بھی تھے۔ اور ممالک عرب کے چھ مقتدر رہنما جو پاکستان کی حکومت کے مہمان تھے۔ وہ بھی اس تباہ شدہ طیارہ میں تھے۔

عصر رخت سفر باندھا۔ اور ابو الخیر صاحب نے ہمارے سفر مکہ معظمہ کے لئے درجہ اوّل کی موٹر لبس لائی۔ جس میں چھ نشستیں ہمارے لئے مخصوص تھیں۔ اس گاڑی میں بنچ بالکل کوتاہ تھے۔ کہ صرف دو دو مسافر ایک بنچ پر بیٹھ سکتے تھے۔ چہ جائیکہ بستر لگائیں اور لیٹیں۔ باوجود اس طرح سے بے آرام ہونے کے حضرت صاحب نے کوئی شکوہ نہ کیا۔ اور بخوشی و فرحت تشریف رکھی۔ کہ اس سفر میں کسی موقعہ پر بھی آپ کو کوئی خیال رنج و راحت کا واقعی کبھی نہ آیا۔

زیارت کی تمنا میں خیالِ رنج و راحت کیا　　کڑی جو راہ میں پڑتی اٹھاتے اپنی آنکھوں سے

موٹر پر سوار ہونے سے قبل آپ نے حسب معمول موٹر ڈرائیور کو شاہانہ نقد انعام سے نوازا۔ لیکن اس موٹر ڈرائیور کو مسافروں کے آرام و آسائش کی کوئی پرواہ ہی نہیں تھی۔ اس نے اپنے کسی یار کی تلاش میں پہلے شہر کی مختلف سڑکوں پر موٹر گھمائی۔ اور بعد ازاں حدود شہر پر موٹر چھوڑ کر عرصہ دراز تک غائب ہو گیا۔ موٹر سے اُتر کر اس مقام پر ہم نے نماز مغرب ادا کی۔ نماز عشاء کا وقت بخیر ہو گیا تھا۔ کہ آخر ش ہماری موٹر جدہ شریف سے راہی مکہ معظمہ ہوئی۔ پھر راستہ میں بمقام شمیسیہ جہاں بہت سے ہوٹل تھے۔ ڈرائیور نے موٹر روکی اور ایک پورا گھنٹہ خود کھانے سے فارغ ہونے میں گزار دیا۔ آخر کار آدھی رات کے قریب لبیک لبیک اللھم لبیک کی خود اپنی صداؤں میں ہم داخلِ مکہ مکرمہ ہوئے۔ اور یہاں محلہ سُفلہ میں معلّم محمد محسن صاحب کے مکان میں بہترین فرش سے آراستہ دوسری منزل پر ہمارا نزول ہوا۔

طواف قدوم: پنجشنبہ کی صبح آنجناب اقدس نے معلّم صاحب کو فرمایا۔ کہ طوافِ قدوم آپ کا بعد نماز مغرب ہوگا۔ کیونکہ دن میں دھوپ کے وقت طواف کرتے ہوئے سایہ کعبۃ اللہ شریف پہ پیر رکھنے ہوں گے اور یہ کعبہ اقدس کی بے ادبی ہو گی۔ کیونکہ نہ صرف در و دیوار اور زمین کعبہ قابل تعظیم ہیں بلکہ سایہ کعبۃ اللہ شریف کی تعظیم بھی لازم ہے (یہ سب ہے صالحین مشائخین متقین کا ادب ــــ بخشی) ہاں نصف النہار یا قریب نصف النہار جب سایہ بالکل نہیں ہوتا۔ یا بہت چھوٹا رہتا ہے۔ طواف ہو سکتا تھا۔ لیکن آفتاب کی تمازت مانع تھی۔ کہ غالباً امسال ایام حج میں مکہ معظمہ میں درجہ حرارت ۱۰۸ ڈگری تھا۔ الغرض اس شب کے بعد مغرب طواف قدوم کے لئے ہماری حاضری بیت اللہ شریف ہوئی۔

بوجہ چلنے کی معذوری کے حضرت قبلہ عالم نے شبری میں سوار ہو کر طوافِ قدوم کے تمام ارکان فرائض و سنن یعنی ہفت شوط استیلام حجر اسود مقام ابراہیم پہ نماز ملتزم پہ حاضری و دعا وغیرہ کے بعد زمزم نوش فرمایا۔ اور وہیں کعبہ اقدس کے سامنے کمال محبت سے پاکستانی قرطاسی روپیوں سے پرویا ہوا۔ ایک بڑا لمبا ہار زیب گلوء معلّم محسن صاحب کیا۔ اس ہار میں ہم نے دس اور پانچ اور ایک روپیہ کے بہت سے نوٹ

دیکھے اور ہم سب نے بھی شکریہ طواف کا نذرانہ اپنے اپنے حسب حوصلہ نقد ریال معلّم صاحب کی خدمت میں پیش کیے
بعد ازاں نماز عشاء پڑھی گئی۔ نماز ختم ہوتے ہی سخت سوزش کے ساتھ آپ کو پیشاب ہوا۔ جو بالکل خون ہی خون تھا۔ جس کے نظّارہ سے ہم جمیع غلاموں کے ہوش پرواز ہو گئے۔ آپ نے تہبند بدلا۔ اور مقام صفا کے مقابل تازہ وضو فرمایا۔ اور پھر شبری سوار ہو کر صفا و مروہ کی سعی ایسے اطمینان و راحت سے کی کہ گویا کوئی تکلیف جسمانی بالکل نہیں تھی۔ اس رات میں اور فجر کے بعد بھی جتنے پیشاب ہوئے۔ سب خون آلودہ تھے جس کی وجہ ہمارے قلوب کانپ رہے تھے۔ آنکھیں آنسو بہا رہی تھی۔ اور دل و زبان سے ہم صحت کی دعائیں مانگ رہے تھے۔ مکّہ معظّمہ کے مقیم حکیم اعزاز الدّین صاحب اور دیگر حکماء اور حجاج میں اپنے تعارف کے حکماء سب بلائے گئے۔ حکیموں نے آپس میں مشورہ بھی کیا۔ مگر متفق رائے نہ ہو سکے۔ یار طریقت میسوری حکیم سیّد غوث محی الدّین صاحب نے جَو کے پانی کے استعمال پر زور دیا۔ چنانچہ اس کے استعمال سے ہمیں فائدہ بھی ہوا کہ خون آنا بند ہو گیا۔ الحمد للّٰہ علیٰ ذالکؕ
قربان ہوں ہم آپ کے صبر و استقلال پر کہ ایسی حالت میں بھی آپ کی زبان مبارک سے کبھی اُف نہ نکلا۔ بجائے اس کے آپ کو لنگر کے انتظام کی فکر رہتی۔ کہ آج بازار سے کیا آئے کیا پکے وغیرہ وغیرہ۔

لنگر مکّہ معظّمہ میں ہماری پہلی صبح ہی سے خدمت اقدس میں ہند و پاکستان کے ہر گوشہ سے اس وقت تک حرم شریف آئے ہوئے حاجی صاحبان میں جو یاران طریقت یا عقیدتمندانِ حضرت امیرِ ملّت تھے۔ ان کی دن رات لگاتار حاضری رہی۔ مغربی پاکستان کے ہر صوبہ کے مختلف اضلاع کے حجاج کے علاوہ کچھوچھہ، سنبھل، مراد آباد، لکھنؤ، آگرہ، دہلی، مدراس، ویلور، بنگلور، میسور، بھوپال، حیدر آباد دکن، بمبئی اور احمد آباد و دیگر بلادِ ہند کے بہت سے حجاج حاضر ہوتے رہے۔ اور جیسے ۹ ذوالحجہ یوم حج قریب ہوتا گیا۔ پاکستان و ہندوستان کے مزید حجاج کے علاوہ مدینہ طیّبہ کے حجاج کی بھی تشریف آوری جاری رہی۔
اور سب کو آنجناب اقدس ہر روز دونوں وقت شرکت طعام کی دعوت دیتے رہے ؎

ہست ایں میکدہ و دعوت عام است اینجا — قسمت بادہ بہ اندازۂ جام است ایں جا

آپ کے خوانِ لذّت نشان برکت فشاں پر حاضر ہونے والے نہ صرف لقمۂ تر سے سیر ہوتے تھے۔ بلکہ آپ کی ہم نشینی کے اثرات اور ملفوظات طیّبات کی سماعت سے لذت و سرور بھی اقتباس کر لیتے تھے۔
اللّٰھم زد فزدؕ

اس مہمان نوازی کے لئے پیش اندیشی سے آٹا، چاول، سویاں، گھی، چینی، مصالحہ جات وغیرہ بحری جہازوں سے سفر کرنے والے سیالکوٹی و سرگودھوی یارانِ طریقت حاجی صاحبان کے بدست پیشگی حرم شریف ارسال کر دیئے گئے تھے۔ کیونکہ طیارہ میں فی مسافر بتّیس سیر سے زیادہ سامان لے جانے کی نہایت سخت

ممانعت تھی۔ جس کے باعث ہم اپنے ہمراہ صرف ضروری ملبوسات و مختصر بستر و مصلّٰی و لوٹا سے زیادہ کوئی چیز نہ لے جا سکے۔ حرمین شریفین میں صرف گوشت ترکاریاں میوہ دودھ دہی خریدنا ہوتا تھا اور بس۔ الحمدللہ کہ یہ اشیاء ضروریات لے گئے۔ خلافِ سبیں توقع وہ نہ صرف ہمارے دو ماہ کے قیامِ حجاز اقدس کے لئے کافی ثابت ہوئے۔ بلکہ بہ سبب برکت مدینہ منورہ میں جیرانِ نبیؐ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمات میں بھی معقول حصّہ تقسیم ہوا۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔

(باقی آئندہ)

مجذوبؔ کی بڑ

دلِ برباد کو ارماں سے لبا لیتے ہیں
یعنی ویرانے کو آباد بنا لیتے ہیں

ہم تصوّر کو ترے دل میں بٹھا لیتے ہیں
بتکدہ کعبہ کے اندر ہی بنا لیتے ہیں

خاکِ پا کو جو تری سُرمہ بنا لیتے ہیں
اپنی کھوئی ہوئی آنکھوں کو وہ پا لیتے ہیں

قید کیا دیر و حرم کی جو ہو ذوقِ دیدار
پانے والے ترے جلوے کہیں پا لیتے ہیں

آپ دیتے ہیں جو غیروں کو دعائیں جینے کی
ہم بھی اب جینے سے ہاتھ اپنا اُٹھا لیتے ہیں

سخت ہے وادیٔ پُرخارِ محبّت لیکن
اِک نیا لُطف وہاں آبلہ پا لیتے ہیں

نازِ بیجا کا تحمّل نہیں کچھ عرضِ نیاز
وہ کہیں ہیں جو ترے ناز اُٹھا لیتے ہیں

اب تو اک خواب ہے ایّامِ گذشتہ کا خیال
یادِ ایّام کہ ہم اشک بہا لیتے ہیں!

کوئی کیا جانے کہ ہم پرسشِ احوال کے وقت
مُسکراتے ہیں کہ غم اپنا چھُپا لیتے ہیں

جانیں بے صرفہ یہ سکوتِ وادیٔ ایمن کو کچھ
اس کے جلووں کو جو ہم دل ہی میں پا لیتے ہیں

صلوٰۃ وسلام

بروحِ پاک امیر المومنین افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

از حامد حسن قادری (آگرہ)

السّلام! اے یارِ غارِ مصطفےٰ
السّلام اے جان نثارِ مصطفےٰ!

اَلسّلام! اے شاہ و سرور اَلسّلام
حضرتِ صدّیقِ اکبر اَلسّلام!

اے کہ بالتحقیق بعد الانبیاءٗ
افضل النّاس آمدی نزدِ خدا

السّلام! اے اوّلینِ متّقیں
السّلام اے در صحابہ بہتریں

اَلسّلام! اے شانِ تو شانِ نبیؐ
اوّلینِ جانشینانِ نبیؐ

اوّلیں اہلِ ایماں اَلسّلام!
اوّلیں اہلِ عرفاں اَلسّلام!

اوّلیں صدّیق معراج السّلام!
اوّلیںؓ سردار حُجّاج اَلسّلام!

اوّلیںؒ بانیِ مسجد السّلام
السّلام! اے لرزہؒ برتن در قیام

السّلام! اے راہ حق را رہنموں
اوّلینِ سابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْن

۱ے حضرت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے سب سے پہلے قافلۂ حجّاج کا سب سے پہلا سردار حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ کو بنا کر بھیجا تھا۔ ۲ے سب سے پہلے آپ ہی نے مکّہ معظّمہ میں اپنے مکان کے سامنے چبوترے پر علی الاعلان نماز پڑھنی شروع کی۔ پھر مدینہ منورہ پہنچ کر بھی سب سے پہلی مسجد بیرونِ شہر آپ ہی کے اہتمام سے تیار ہوئی۔ ۳ے جب آپ نماز کے لئے کھڑے ہوتے تھے۔ تو خوفِ الٰہی سے کانپنے لگتے تھے۔

اَے مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی[٤] شایانِ تو صدق بالحسنیٰ آمد شانِ تو

السّلام اَے اکرمِ اہلِ عرب مقصدِ تو اِبْتِغَاءِ[٥] وجہِ ربّ

مورد و مصداقِ اَلْاَتْقٰی اَلسّلام! مژدہ یاب از سَوْفَ[٦] یَرْضٰی اَلسّلام!

اَلسّلام اَے از تو در قرآں صفت شانِ تو اُولُو الْفَضْلِ[٧] مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ

لَاتَّخَذْتُ[٩] قولِ آں خیر[٨] الانام! راست آمد در حقِ تو اَلسّلام!

اَے رضائے حق رضایت اَلسّلام! رَبِّ[١٠] اَوْزِعْنِی رعایت اَلسّلام!

اَے شریکِ مصطفیٰ در صبر و جور اَے رفیقِ مصطفیٰ در غارِ ثور

السّلام اَے ہم[١١] ردیفش ہم رفیق اَے کہ قولت بود[١٢] یَهْدِیْنِیْ الطَّرِیْق

---

[٤] یہ آیہ کریمہ فامّا من اعطیٰ واتقیٰ وصدق بالحسنیٰ فسنیسرہ للیسریٰ آپ ہی کی شان میں نازل ہوئی۔ [٥] یہ آئت بھی وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَہٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰی اِلَّا ابتغاء وجہ ربہ الاعلیٰ (ترجمہ:۔ اور کسی کا اس پر احسان نہیں۔ جس کا بدلہ دیتا ہو۔ اس کو تو صرف اپنے پروردگار عالی شان کی رضاجوئی منظور ہے۔) حضرت ابوبکرؓ کی شان میں ہے۔ یعنی آپ بغیر معاوضہ وبدلہ کے محض رضائے الٰہی کے لئے لوگوں پر احسان کرتے ہیں۔ [٦] یہ آئت بھی آپ ہی کی شان میں ہے۔ وَسَیُجَنَّبُهَا الاتقی الذی یؤتی مالہ یتزکّیٰ۔ [٧] وَلَسَوْفَ یَرْضٰی یعنی خوشنودی مولیٰ کے لئے مال خرچ کرنے پر رضائے الٰہی کا مژدہ۔ [٨] اس آیہ کریمہ کی طرف اشارہ ہے۔ وَلَا یَأْتَلِ اُولُوا الفضل منکم والسّعة اَنْ یُّؤْتُوْا اُولی القربیٰ والمسٰکین والمهاجرین فی سبیل اللہ ولیعفوا ولیصفحوا اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰہُ لکم واللہ غفور رّحیم۔ (ترجمہ:۔ اور تم میں سے فضل والوں اور مقدور والوں کو اس بات پر قسم نہ کھانا چاہیئے۔ کہ قرابت داروں اور مسکینوں اور راہِ خدا میں ہجرت کرنے والوں کو کچھ نہ دیں گے۔ اور ان کو معاف کرنا اور ان سے درگذر کرنا چاہیئے۔ کیا تم نہیں چاہتے۔ کہ اللہ تم کو بخش دے۔ اور اللہ غفور و رحیم ہے) تمام مفسّرین کا اتّفاق ہے کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو مدح کے ساتھ یاد کرتا ہے۔ ان کو اہلِ کرم میں شمار کرتا ہے۔ اور اولو الفضل والسعة قرار دیتا ہے۔ (آگے صہ ۱۶ پر)

اَلسّلام اَے دیں فروع و دیں اصُول[13] — چار پشت تو شرف یاب از رسُول[14]

زیں شرف کردہ ترا حق ارجمنڈ — والدینِ تو نہ اصحاب آمدند

از صحابِ[15] اولادِ امجادِ تو ہم — فیض یاب اولاد اولاد تو ہم

ناخدائے کشتیٔ دیں السّلام — ماحیٔ ہر زشتیٔ دیں اَلسّلام

اَلسّلام! اَے قامعِ[16] کذّابِ دیں — اَلسّلام! اَے فاتحِ ابوابِ دیں

در نگاہِ مصطفےٰؐ آدابِ تو — بابؑ[17] ہا مسدود اِلّا بابِ تو

---

[9] حدیث شریف ہے۔ لو کنت متخذاً خلیلا غیر ربی لا تخذت ابابکر خلیلا۔ (اگر میں اپنے رب کے سوا کسی کو دوست بناتا تو ابوبکر کو بناتا) [10] حضرت صدّیق اکبر کی ترغیب سے آپ کے والدین نے اسلام قبول کیا۔ تو آپ نے جناب باری تعالیٰ میں دُعا کی۔ جس کی خبر قرآن مجید میں دی گئی۔ اور آپ کی یہ دُعا اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمائی۔ (سورہ احقاف) ربِّ اَوزِعنی اَن اَشکُرَ نعمتکَ الّتِی اَنعمتَ علیٰ والدیّ واَن اَعمَلَ صالحاً ترضاہ وَاَصلح لی فی ذریتی انی تبت الیک وانی من المسلمین (اے میرے رب مجھے توفیق دے کہ تیری نعمت کا شکر ادا کروں۔ جو تو نے مجھے اور میرے ماں باپ کو دی۔ اور توفیق دے کہ ایسے عمل صالح کروں۔ جن میں تری رضا ہو اور میری اولاد کو صالح بنا۔ میں تیری طرف متوجہ اور تیرا تابع فرماں ہوں) اللہ تعالیٰ نے اصلاحِ ذریّت کی دُعا بھی قبول فرمائی۔ اور آپ کے بیٹوں بیٹیوں پوتے نواسے کو صحبت نبویؐ کا شرف عطا فرمایا۔ [11] اونٹ گھوڑے وغیرہ پر دو اشخاص سوار ہوں۔ تو پیچھے بیٹھنے والے کو ردیف کہتے ہیں۔ [12] سفر ہجرت میں حضرت ابوبکر اونٹنی پر آنحضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پیچھے بیٹھے تھے۔ راستے میں کوئی شخص جاننے والا ملتا اور پوچھتا کہ آپ کے آگے کون سوار ہے؟ تو چونکہ آپ آنحضرتؐ کو بتانا نہ چاہتے تھے۔ اس لئے یہ الفاظ فرما دیا کرتے۔ ھذا رجل یھدینی الطریق (یہ شخص مجھے راستہ بتاتا ہے) پوچھنے والا اس جواب سے منزل کا راستہ سمجھتا اور آپ کی مراد ہدایت طریق حق ہوتی۔ اس طرح رازِ ہجرت پوشیدہ رہتا۔ [13] یعنی حضرت صدیق اکبر کی فرع واصل سب دین ہی ہے۔ اور یہ بھی مراد ہے کہ آپ کی شاخیں (اولاد) بھی اسلام پر پھیلی ہوئی ہیں۔ اور آپ کی جڑیں (والدین) بھی اسلام پر جمی ہوئی ہیں۔ [14] چار پشت یعنی حضرت ابوبکر کے والدین اور خود حضرت ابوبکر اور حضرت ابوبکر کی اولاد (حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر۔ حضرت محمدؓ بن ابی بکر۔ حضرت عبداللہ بن ابی بکر۔ حضرت اسما بنت ابی بکر (آگے صفحہ ۱۷ پر)

(آگے صفحہ ۱۷ پر)

اے کہ آوازِ تو تسکینِ رسولؐ | شد چو قربِ حق بمعراجش حصول
اے خلافت را نظامِ اوّلیں! | اے ولایت را امامِ اوّلیں
اَلسَّلام اے از تو دل ہا را جِلا | اوّلینِ نقشبندانِ وِلا
اے کہ در عرفاں چہ والا قدرِ تو | آنچہ در صدرِ نبیؐ در صدرِ تو
اَلسَّلام اے محرمِ راز و نیاز | اے امامِ مصطفیٰؐ اندر نماز
اے کہ در خوابی بہ پہلوئے نبیؐ | حق ترا بخشید عالی منصبی

بر تو بادا از خدائے کائنات
اَلتَّحِیَّاتُ اَلسَّلَامُ الطَّیِّبَات!

(صفحہ ۱۶ سے آگے) حضرت عائشہ صدّیقہ بنت ابی بکر، حضرت ام کلثوم بنت ابی بکر) اور حضرت کے پوتے اور نواسے یعنی حضرت عبدالرحمٰن اور حضرت اسماء کی اولاد۔ ۱۵ صحاب (بالکسر) بھی اصحاب کی طرح صاحب کی جمع ہے۔ ۱۶ حضرت ابوبکر کے زمانۂ خلافت میں مسیلمہ کذّاب نے نبوّت کا دعویٰ کیا۔ آپ نے اس کا قلع قمع کر کے فتنے کو فرو کیا۔ ۱۷ مسجد نبوی کے صحن میں بعض اصحاب کبار کے مکانوں کے دروازے کھلتے تھے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمانۂ وفات کے قریب سب کے دروازے بند کرا دیئے۔ صرف حضرت ابوبکر کے مکان کا دروازہ قائم رکھا۔ چنانچہ وہ آجتک مسجد شریف کے دالان کی مغربی دیوار میں اپنے مقام اصلی پر باقی ہے۔ آپ کے مکان کی جگہ ایک چھوٹی سی کوٹھڑی بنا دی ہے جس کا دروازہ مسجد کے اندر ہے۔ اور دروازے پر خوشخط جلی حروف میں خوخہ سیدنا ابی بکر الصدّیق رضی اللہ عنہ لکھا ہوا ہے۔ ۱۸ احادیث سے ثابت ہے۔ کہ شب معراج میں جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم حجابات عظمت وجلال باری تعالیٰ کے قریب پہنچے۔ تو آپ پر ایک قسم کا خوف طاری ہوا۔ اس وقت آپ کو حضرت ابوبکر کی آواز سنائی دی۔ جس سے حضور کو فوراً تسکین ہو گئی۔ اس واقعہ کو حضرت شاہ نیاز احمد صاحب بریلوی قدس سرہ العزیز نے اس شعر میں لکھا ہے ؎ نبیؐ را داد حق تسکیں بمعراج | بآواز ہمیں صدّیق اکبر

۱۹ سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ سے جاری ہوا ہے۔ ۲۰ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم جب مرض اخری کی شدّت میں امامت نہ فرما سکے تو حضرت ابوبکر کو امامت کرنے کا حکم دیا۔ اور خود سرکار دو عالم نے حضرت ابوبکر کی اقتدا فرمائی۔ ۲۱ روضہ شریف کے اندر حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلو میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما دونوں آرام فرما ہیں۔

ولادت باسعادت فخر کائنات

(مولانا الحاج محمد شفیع خطیب جامع مسجد حنفیہ سودرہ ضلع سیالکوٹ)

اللہ تعالےٰ کا ہزار ہزار شکر ہے۔ کہ اس نے اپنی رحمت کاملہ کو بشکل انسانی ماہ ربیع الاوّل میں انسانوں کی طرف بھیجا۔ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی آمد کی خوشی جس قدر مومن کریں کم ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا حبیب علیہ الصّلوٰۃ اُمت کی تکالیف کا مداوا بن کر آیا۔ عزیز علیہ ما عنتم اس پر گواہ ہے۔ بالمومنین رؤف الرحیم اس پر شہادت ہے۔ مومنین کی تکالیف حضور علیہ الصّلوٰۃ پر گراں گذرتی ہیں۔ خواہ وہ تکالیف کس نوعیت کی ہوں۔ احادیث میں آتا ہے۔ کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم پر اُمت پیش کی گئی۔ اور آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ اُمت کے افراد کی عمریں کم اور اعمال ناقص ہیں۔ تو حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی طبیعت میں ملال آیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ حبیب علیہ الصّلوٰۃ والسّلام غم نہ کر۔ ہم تجھ کو تیری اُمت پر شافع بنائیں گے۔ اور مقام شفاعت کے لئے اگر آدھی اُمت کی بخشش چاہتے ہو۔ تو آدھی رات قیام فرمائیں۔ اور اگر ساری رات قیام فرمائیں تو تمام اُمت بخش دی جاوے گی۔ تو حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے تمام رات قیام شروع کیا۔ حتیٰ کہ آپ کے قدم مبارک متورم ہو گئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ طٰہٰ۔ ما انزلنا علیک القرآن لتشقٰی۔ چودھویں کے چاند تجھ پر قرآن مجید اس لئے نازل نہیں کیا۔ کہ تو تکلیف میں پڑ جائے۔ خیال کا مقام ہے کہ اُمت کی خاطر نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کس قدر مشقت اُٹھائی۔ مسلم شریف کی حدیث ہے۔ کہ ایک رات نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کس قدر مشقت اُٹھائی۔ مسلم شریف کی حدیث ہے۔ کہ ایک رات نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم صفّے پر بیٹھے رو رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے جبریل امین کو بھیجا۔ کہ جاکر میرے حبیب علیہ الصّلوٰۃ کو پوچھ کہ رونے کا کیا سبب ہے۔ جبریل امین خدمت اقدس میں آئے۔ تو حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے ارشاد فرمایا کہ اُمت کا غم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ کہ میں تجھے تیری اُمت کے بارے میں راضی کردوں گا۔ اور قرآن مجید میں جب اللہ تعالےٰ نے ولسوف یعطیک ربک فترضٰی اور تاکید قریب میں خدا تعالیٰ تجھے اتنا دے گا۔ کہ تو راضی ہو گا۔ نازل فرمایا۔ تو حبیب علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے ارشاد فرمایا۔ کہ جب تک میرا ایک اُمتی بھی دوزخ میں ہو گا۔ میں کبھی راضی نہ ہوں گا۔ اور حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں۔ کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم جب پیدا ہوئے تو آپ نے اقرار توحید کے بعد اپنی رسالت کی گواہی دی۔

اور اس کے بعد رب امتی رب امتی پکارا۔ جب عرش اعظم پر تشریف لے گئے۔ تو رب کریم نے اَلسَّلَامُ علیکَ ایہا النبی ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ سے نوازا۔ تو آپ نے اسی وقت السلام علینا کہا۔ شیخ عبدالحق محدث رحمۃ اللّٰہ علیہ شرح مشکوٰۃ ہی تحریر فرماتے ہیں۔ کہ علینا میں نبی کریم صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم نے اپنے ساتھ گناہ گار امّت کو شریک فرمایا۔ لحد میں بھی آپ کی زبان پر ربّ امتی ربّ امتی تھا۔ اور قیامت کے دن بھی پل صراط پر کھڑے ہوئے رب سلم امتی رب سلم اُمتی کا نعرہ لگائیں گے۔ ان تمام روایات سے عزیز علیہ ماعنتم کا جو آپ کا وصف ہے پتہ چلتا ہے اور اس درحمت اور رحیمی کا اظہار ہوتا ہے۔ جو نبی کریم صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم کو امّت کے ساتھ ہے۔ تو اس رؤف الرّحیم نبی کی آمد پر گناہ گار اُمّت جس قدر خوشی کرے۔ وہ کم ہے۔ حضور علیہ السّلام کی آمد پر خوشی کرنا عین سعادت اور ذریعہ نجات ہے۔ حضرت حکیم امّت حضرت حکیم اُمّت محمّد علی ترمذی رحمۃ اللّٰہ ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ جب حضور علیہ السّلام کی ولادت باسعادت کا وقت قریب آیا۔ تو زمین نے نہایت خوشی کا اظہار کیا۔ اللّٰہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ زمین تو اس قدر کیوں خوش ہے۔ تو زمین نے عرض کیا کہ آج مجھ پر وہ ذاتِ مقدّس تشریف لا رہی ہے۔ جس کی طفیل تمام اشیاء کو وجود ملا ہے۔ تو جو میرے وجود کا سبب ہے۔ اس کی آمد پر میں خوشی نہ کروں۔ تو اللّٰہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ کہ اے زمین! ہم تیرے اجزا کو یہ مرتبہ دیں گے۔ جو اس سے تیمّم کرے گا۔ اس کی بیرونی اور اندرونی پلیدیاں دُور کر دیں گے۔ سبحان اللّٰہ! جب زمین کو خوشی کرنے کے سبب یہ مرتبہ مل رہا ہے۔ تو جو ایماندار خوشی کریگا۔ کیا اس کو کچھ کم ملے گا۔ مومن تو مومن یہاں تو محبوب کی آمد کی خوشی سے قطعی جہنّمی ابولعب بھی آرام حاصل کر رہا ہے۔ جیسا کہ بخاری شریف کتاب النکاح میں ام حبیبہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے۔ اور مدارج شریف۔ مواہب اللدنیہ نے اسی واقعہ کو خوب شرح سے بیان کیا ہے۔ حضور کی آمد پر آدم کی ذریّت ضرور خوش ہوگی۔ اور خوشیاں منائے گی۔ کیونکہ حضور کی آمد بشکل انسانی انسانیت پر ایک بہت بڑا احسان ہے اور انسانیت کا اس سے بہت بلند مرتبہ ہو گیا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ کوئی بشکل آدم جہنّم میں نہیں جائے گا۔ پس اس محسن اعظم کی آمد پر خوشی کرنا عین سعادت اور شکر خداوندی ہے۔ اور حضور علیہ السّلام کی آمد پر جلنا اور واویلا کرنا یہ شیوہ ابلیس ہے۔ کیونکہ اس وقت شیطان رویا اور اس نے واویلا کیا اور پہاڑوں میں بھاگ گیا۔ تو اب جو کسی طرز پر اور شرک کہہ کر خوشی کو بند کرے۔ وہ دراصل ذریّت شیطان ہے۔ ایسا ہی جو محافل میلاد شریف کو بدعت قرار دے کر بند کرنے کی کوشش کرے وہ بھی اسی زمرہ میں شامل ہیں۔ مسلمانوں کو اس پر عمل کرنا چاہیے۔

مثل فارس زلزلے ہوں نجد میں ذکر آیاتِ ولادت کیجیے!

نعت شریف

نذرِ عقیدت

(از محترمہ قادری بیگم صاحبہ حیدرآباد دکن)

رسولِ پاک میں لیجا کے دو میری عرضی
نہ گم ہو راہ میں لے قاصدو میری عرضی

کہو کہ حالِ دلِ شکستہ ہیں ہم یا شاہِ اُمم
دکھا دو اب معجزہ یہ ہے میری عرضی

خدا کے واسطے اب لیجئے خبر جلدی
ہے غریب و بیکس مسکین کی یہی عرضی

پریشان کر کے مسافر کو روکتے کافر!
بنا دیجے مُسلم یا شاہِ دین ہے میری عرضی

جدا یہ ماں سے بچوں کو کرتے ہیں کافر!
جُدا یہ کفر سے ہو جائیں ہے میری عرضی

بھجا دو حضرتِ عیسیٰ مسیح کو اِک دم
کہ ہو علاج اُمتِ عاصی کا ہے میری عرضی

پھر امامِ مہدیٔ آخر الزّماں قبول ہو جائے
یہی ہے سارے جہان کی یہی میری عرضی

گناہ گاروں کی توبہ قبول ہو جائے
ہے سب غلاموں کی التجاء میری عرضی

ہے التماس شہنشاہِ بحر و بر میں قادری کی
ہو قبول توبہ ہماری ہے یہی میری عرضی!

از علی پور سیداں

رسالہ لمعات الصوفیہ ماہنامہ کی نسبت

اعلیحضرت امیر ملت قبلہ عالم حضرت حافظ حاجی سید پیر جماعت علی شاہ صاحب محدث علیپوری مدظلہ العالی

کا فرمان

جملہ یاران طریقت کے نام!

رسالہ لمعات الصوفیہ زیر ادارت ملک عبدالعزیز صاحب سیالکوٹ سے ماہ اکتوبر ۱۹۴۹ء کو جاری ہوا ہے۔ فقیر نے سفر حج بیت اللہ شریف و زیارت روضہ اقدس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فارغ ہونے کے بعد علی پور میں پہنچ کر ماہ دسمبر ۱۹۴۹ء کا رسالہ دیکھا۔ اور کچھ مضامین بھی سنے۔ الحمدللہ کہ رسالہ مذکور فقیر کی حسب منشاء نہایت اعلیٰ مضامین سے منوّر ہے۔ رسالہ مذکور کو فقیر نے اپنی سرپرستی میں لے لیا ہے۔ رسالہ مذکور کی نسبت فقیر جملہ اہل اسلام کو عموماً اور یاران طریقت کو خصوصاً تاکید کرتا ہے۔ کہ اس کی خریداری و اشاعت و طباعت میں ہر طرح سے قلمی و درمی امداد کر کے فقیر کی خوشنودی حاصل کریں۔

یہ ہی ایک رسالہ ہے۔ جس کے ساتھ فقیر کا تعلق اور محبت ہے۔ فقیر دعا کرتا ہے۔ کہ خداوند کریم رسالہ کو درخشندہ فرما کر کارکنان رسالہ کو ہمت و کامرانی عطا فرماوے۔ آمین یا مولا کریم!

؎ ایں دعا از من و ز جملہ جہاں آمین باد!

الراقم:۔

امیر ملت فقیر جماعت علی عفا اللہ عنہٗ

از علی پور سیداں۔ ڈاک خانہ خاص۔ تحصیل نارووال
ضلع سیالکوٹ

نذرِ عقیدت

لاگی مَیں تورے چرن لاگی!

(از محترمہ قادری بیگم صاحبہ حیدرآبادی)

دل کا چولا اُجلا کر کے دل کو کیا ہے شاد
مَیں تورے چرن لاگی

اللہ رکھے تجھ کو ہمیشہ تو ہے صاحب پاک
مَیں تورے چرن لاگی

جیسا مجھ کو اپنا کئے ہیں ویسے ہی کیجئے نبھاؤ
مَیں تورے چرن لاگی

لاج ہے موری تمرے صاحب ہوئے نہ جگ میں ہنسائی رے
مَیں تورے چرن لاگی!

قادری سے تجھ کو سینکڑوں قادری کو تو ہے ایک
اپنے کرم پر کیجئے نجریا گن اس کے نہ دیکھ
مَیں تورے چرن لاگی رے

حیاتُ النّبی صلعم

از صاحبزادہ محمد بشیر عباسی سجادہ نشین درگاہ معلّٰی حضرت محمد عمرؒ گوجرانوالہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّمَ۔ تمام انبیاء علیہم السّلام وبالخصوص حضور نبی کریم صلعم کی حیات حسّی وحقیقی بعد از ممات قرآن مجید و احادیث سے ثابت ہے۔ منکرین قرآن مجید یہ آیت تلاوت کر دیتے ہیں۔ اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّاِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ ترجمہ۔ اے اللہ کے رسول آپ بھی مرنے والے ہیں۔ اور وہ سب بھی مرنے والے ہیں۔ حالانکہ اس آیت میں حضور صلعم کی ذات مقدس پر لفظ میّت کا الگ اطلاق ہوا ہے۔ لفظ میّت کا تکرار ثابت کرتا ہے۔ کہ نبی اور غیر نبی کی موت میں فرق ہے۔ حضور صلعم کی موت کی نوعیّت اور ہے اور آپ کے سوا دوسروں کی اور۔ اگر ایک ہی قسم کی موت مراد ہوتی۔ تو یہ مفہوم میّتون سے متضاد ہو سکتا تھا۔ کیونکہ میّتون بصیغہ جمع لایا گیا ہے۔ اس لئے عبارت آیت ہذا اس طرح ہوتی اِنَّکَ وَاِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ۔ پس لفظ میّت کی زیادتی سے یہ بات ثابت ہوتی ہے۔ کہ حضور صلعم کی موت کی نوعیّت نرالی قسم کی ہے۔ وہ اس طرح کہ حضور صلعم کی قبض روح کے بعد آپ کی روح مبارک آپ کے وجود اطہر میں عود کر آئی۔ اور اگر اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّاِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ میں موت ایک ہی قسم کی مراد لی جائے اور متذکرہ بالا توجیہہ نہ کی جائے۔ تو لفظ میّت کے بے فائدہ تکرار سے کلام الٰہی میں حشو لازم آتا ہے۔ قرآن مجید میں بے فائدہ تکرار لفظی سے قرآن مجید کی بلاغت اور فصاحت میں خلل واقع ہوتا ہے۔ جو اس کی شان کے منافی ہے۔ علامہ عسقلانیؒ اپنے فتاوہ میں اس طرح فرماتے ہیں۔ ارواح المومنین فی علّیین وارواح الکفار فی سجّین وَلِکُلِّ رُوْحٍ بِجَسَدِھَا اتّصالٌ مَعْنَوِیٌّ لَا یَشْبَہُ الْاِتّصال فی حیات الدنیا بَلْ اَشْبَہَ شَیْئٍ حَالَ النَّائِمِ الخ (مرقات شرح مشکوٰۃ)

غیر انبیاء علیہم السّلام کی وفات کے بعد اُن کے ارواح کا مقام دو حالتوں سے خالی نہیں ہوتا۔ مومنین کے ارواح علّیین میں چلے جاتے ہیں۔ اور کفّار کے ارواح سجّین میں بند رہتے ہیں۔ مگر اُن کے روحوں کا اُن کے جسموں کے ساتھ اتّصال معنوی ہوتا ہے۔ لیکن انبیاء علیہم السّلام کے ارواح مقدسہ اُن کے قبض ارواح کے بعد اُن کے اجساد مطہرہ کے ساتھ اس شدّت کا اتّصال اور ایک قسم کی کشش اور جذب وانجذاب کا ایسا تعلّق ہوتا ہے۔ کہ بوقت وفات اُن کے ارواح اُن کے پاک جسموں سے نکل کر اعلیٰ علّیین کی سیر کر کے فوراً ان کے پاک جسموں میں عود

کر آتی ہیں۔ انبیاء علیہم السلام کی ارواح کا ٹھکانہ ہی ان کے اجسام مقدسہ ہیں۔ اور حیات انبیاء بعد ممات حیات حقیقی وحسی دنیاوی ہوتی ہے۔ اور اُن کے جسم مبارک قبروں میں محفوظ رہتے ہیں۔ خاکی عناصر کا اُن پر کچھ اثر نہیں ہوتا۔ حالانکہ قاعدہ یہ ہے۔ کہ ہر چیز مٹی میں مدت مدید تک پڑے رہنے سے خاکی ماحول سے متاثر ہو کر خاکی جنس اختیار کر جاتی ہے۔ بالخصوص وہ اشیاء جو مادہ حیات سے متصف ہوں۔ جب ان سے یہ مادہ مفقود ہو جاتا ہے تو وہ مردہ ہو جاتی ہیں۔ اس لئے ہر شے خواہ وہ انسان ہو یا حیوان مٹی کے ساتھ زیادہ دیر تک رہنے سے خاکی صورت اختیار کر کے مٹی میں مل کر مٹی ہو جاتی ہے۔ لیکن انبیاء اور اُن کی طفیل اولیائے کرام کے پاک جسم قبروں میں بالکل محفوظ ہیں۔ مٹی کا کچھ اثر اُن پر نہیں ہوتا۔ اکابرین صحابہ نے حضور صلعم سے ایک دفعہ سوال کیا کہ آپ کی وفات کے بعد آپ پر ہمارا درود وسلام کیسے پیش کیا جائے گا؟ آپ کی ہڈیاں بوسیدہ ہو جائیں گی۔ حضور صلعم نے اُن کے اس وہم کو جو حضرات صحابہؓ میں پیدا ہو گیا تھا۔ اس طرح دُور کر دیا۔ فَاَكْثِرُوْا عَلَيَّ مِنَ الصَّلٰوةِ فَاِنَّ صَلٰوتَكُمْ مَعْرُوْضَةٌ عَلَيَّ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَيْفَ تُعْرَضُ صَلٰوتُنَا عَلَيْكَ وَقَدْ اَرِمْتَ قَالَ يَقُوْلُوْنَ بَلِيْتَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَنْ تَاْكُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ (ابوداؤد۔ ابن حبان۔ نسائی۔ ابن ماجہ۔ دارمی۔ بیہقی)

فرمایا حضور صلعم نے مجھ پر جمعہ کے روز بہت درود شریف بھیجا کرو۔ تمہارا درود شریف مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ اصحابہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلعم ہمارا درود شریف حضور پر بعد وفات کس طرح پیش کیا جائے گا۔ درآنحالیکہ آپ کی ہڈیاں پرانی ہو گئی ہوں گی۔ حضور صلعم نے فرمایا۔ تحقیق اللہ نے زمین پر حرام کر دیا ہے۔ کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے جسموں کو کھائے۔ ایک اور حدیث جس کو بیہقی نے روایت کیا ہے۔ جو حضور صلعم کی حیات حقیقی کے لئے نص ہے۔ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ عِنْدَ قَبْرِيْ سَمِعْتُهٗ وَمَنْ صَلّٰى عَلَيَّ نَائِيًا اُبْلِغْتُهٗ۔ فرمایا حضور صلعم نے جو شخص میرے مزار مقدس کے پاس مجھ پر درود شریف پڑھتا ہے۔ اس کو میں سن لیتا ہوں۔ اور جو مجھ پر درود شریف بھیجتا ہے۔ وہ مجھ تک پہنچایا جاتا ہے۔ بلکہ احادیث سے اس حد تک ثابت ہے۔ کہ جو مومن حضور صلعم پر سلام کرنا چاہے۔ تو آپ خود سلام کرنے میں مسابقت کرتے ہیں۔ جیسا کہ بحالت حیات آپ کا معمول تھا کہ اصحابہ کرام سے خود سلام کہنے میں جلدی کرتے تھے۔ (مدارج النبوۃ)

اور دوسری حدیث یہ ہے۔ کہ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ اِلَّا رَدَّ اللّٰهُ عَلَيَّ رُوْحِيْ حَتّٰى اَرُدَّ السَّلَامَ (ابوداؤد) جو بھی مسلمان مجھ پر سلام عرض کرے تو اللہ تعالیٰ میرے رُوح کو میرے جسم میں واپس لوٹا دیتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دے دیتا ہوں۔ اس سے یہ نہ سمجھنا کہ مسلمانوں کے سلام کا جواب دینے سے پیشتر آپ کا رُوح نہیں ہوتا۔ اور صرف جواب دینے کے وقت لوٹایا جاتا ہے۔ بلکہ شیخ عبدالحقؒ محدث نے اس کا جواب دیا ہے۔ کہ جو بھی حضور صلعم کو دُور یا نزدیک سے سلام کہتا ہے۔ تو اُسی وقت حضور صلعم کی

توجہ اس کی طرف مبذول ہو جاتی ہے۔ اور آپ بنفسِ نفیس سلام کا جواب دے دیتے ہیں۔ اور انبیاء کے ارواح مقدّسہ کا اُن کے بدنوں کے ساتھ اتّصال حقیقی ہوتا ہے نہ کہ معنوی۔ جیسا کہ احادیث ناطق ہیں۔ کہ تمام انبیاء اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں۔ اور ان کو رزق حسّی بھی دیا جاتا ہے۔ جیسے بیہقی حضرت انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں۔ اَلْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ فِی قُبُوْرِھِمْ یُصَلُّوْنَ (بیہقی)۔ فَنَبِیُّ اللّٰہِ حَیٌّ یُرْزَقُ (ابن ماجہ) ایک حدیث حافظ ابن حجر نے علی فتح الباری شرح صحیح بخاری میں درج کی ہے۔ کہ حضور اکرم صلعم جب شبِ معراج شریف کو بیت المقدس کی طرف تشریف لے جا رہے تھے۔ تو آپ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر شریف کے پاس سے گذرتے ہوئے اُن کو قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھتے دیکھا۔ حدیث یہ ہے۔ عن النبی صلعم قال مررت بموسیٰ لیلۃً اُسری عند الکثیب الاحمر وھو قائمٌ یصلی فی قبرہٖ۔ یہ حدیث صحیح مسلم میں بھی موجود ہے۔ یہ حدیثیں انتقالات حرکاتِ مخصوصہ مثل قیام۔ رکوع۔ سجود کو ظاہر کرتی ہیں۔ یہ تمام ارکان نماز جسم سے ہی منتزع ہوتے ہیں۔ مجرد روح سے پیدا نہیں ہو سکتے۔ پس ثابت ہوا کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے اجسادِ مطہرہ میں ارواح موجود ہیں۔ جن سے تمام حرکات و سکنات متحقق ہو رہے ہیں۔ جب تمام انبیاء کی حیات حقیقی ہے۔ تو حضور صلعم کی جو سید الانبیاء ہونے کا فخر رکھتے ہیں۔ بدرجہ اولیٰ حیات حقیقی اور حسّی ہوگی۔ نہ کہ حیات معنوی و برزخی جو ہر کافر کو بھی حاصل ہے۔ اس لئے لامحالہ ماننا پڑے گا۔ کہ حضور صلعم اپنی قبر میں زندہ ہیں۔

ہمارے سید الانبیاء پر جو اس قسم کی انوکھی اور امتیازی حیات بعد ممات رکھتے ہیں۔ نعماء الٰہی و برکات کثیرہ کا غیر محدود فیض ہوا تھا۔ اور اب بھی ہو رہا ہے۔ جس کا کسی آن اور کسی وقت بھی انقطاع نہیں ہو سکتا۔ جب اللہ تعالیٰ کی رحمت محسنین سے کبھی بھی الگ نہیں ہوتی۔ نہ حالتِ حیات میں اور نہ حالتِ ممات میں۔ بمصداق آیۂ قرآنیہ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ۔ یہ جملہ اسمیہ ہے۔ جو دوام و ثبات کو چاہتا ہے۔ حضور پر نور صلعم تو افضل المحسنین اور رحمۃ للعٰلمین ہیں آپ پر نزول رحمتِ الٰہی کا تسلسل ازل ہی سے شروع ہے۔ اور ابد الآباد تک رہے گا۔ اور امت کے ہر فرد کے اعمال ہر روز صبح و شام آپ کے حضور میں پیش کئے جاتے ہیں۔ آپ اعمال بھی دیکھتے ہیں۔ اور اعمال والوں کا بھی ملاحظہ کرتے ہیں۔ کیونکہ حضور شاہد ہیں۔ جیسا کہ قرطبیؒ جو امام عبدالوہاب شعرانی زمانہ کے قطب تھے۔ اپنے تذکرہ قرطبی میں یہ حدیث لکھتے ہیں۔ کان سعید بن المسیبؒ یقول لیس من یوم الا تعرض علی النبیؐ اعمال امتہٖ غدوۃً وعشیۃً فیعرفھم بسیماھم واعمالھم (تذکرہ قرطبی ۷۵) حضرت سعید بن مسیبؓ فرمایا کرتے تھے۔ کوئی دن ایسا نہیں۔ کہ صبح و شام نبی کریم صلعم پر آپ کی تمام پیشانیوں کو بھی پہچان لیتے ہیں۔ یہ حضرت سعید کبار تابعین سے تھے۔ اور صحابہ کرام کے شاگرد تھے۔ اس لئے یہ حدیث حکماً مرفوع ہے۔

حیات انبیاء علیہم السلام ثابت کرنے کے بعد قابلِ تشریح یہ امر ہے۔ کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں سے باہر بھی آ سکتے ہیں۔ یا نہیں؟ صحیح بخاری مسلم باب المعراج میں دیکھو کہ جب حضور صلعم شبِ معراج بیت المقدس کی

طرف بذریعہ براق تشریف لے جا رہے تھے۔ تو آپ نے حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھتے دیکھا پھر یہی موسیٰ علیہ السّلام بیت المقدس میں حضور کے پیچھے انبیاء کی صفوں میں کھڑے ہو کر مقتدی بن کر نماز پڑھ رہے تھے۔ جب حضور آسمان کی طرف تشریف لے گئے۔ تو آپ نے کئی انبیاء کو آسمانوں میں دیکھا۔ جو حضور کے استقبال کے لئے کھڑے تھے۔ چنانچہ آپ نے موسیٰ علیہ السلام کو چھٹے آسمان میں دیکھا۔ انہی کے توسّل سے پچّاس نمازوں کی بجائے پانچ نمازیں رہ گئیں۔ اس مقام پر ضمناً استمداد موتیٰ کا مسئلہ ثابت ہو گیا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السّلام کی مدد سے ۴۵ نمازیں معاف کر دیں۔ اللہ کے مقبول بعد وفات بھی مدد کر سکتے ہیں۔

حضور نے حضرت موسیٰ کو تین مقامات میں دیکھا۔ قبر شریف میں۔ بیت المقدس میں بعد ازاں چھٹے آسمان میں۔

پس ثابت ہوا کہ انبیاء علیہم السلام جہاں چاہیں اپنی قبروں سے باہر آ جا سکتے ہیں۔

حجۃ الوداع کے موقع پر حضور صلعم نے موسیٰ علیہ السلام کو احرام باندھے اور تلبیہ پڑھتے ہوئے دیکھا۔ (صحاح)

جب انبیاء کی یہ شان ہے تو حضور صلعم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ اختیار دیا گیا ہے۔ کہ دنیا میں جہاں چاہیں سیر و تصرف کریں۔ جیسا کہ امام غزالی بحوالہ تفسیر روح البیان فرماتے ہیں۔ والرسول ولہ الخیار فی طواف العوالم (روح البیان جلد دسویں ۹۹) حضور صلعم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسّی ہزار عالم میں سیر و سیاحت کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔)

سالانہ ختم شریف

کئی سال سے شہر سیالکوٹ میں والدین رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت حاجی پیر جماعت محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا سالانہ ختم شریف ہوتا رہا ہے۔ لیکن بوجہ راشن بندی کے دو سال معطل ختم شریف ہوا۔ اب چونکہ یہاں ہر چیز بفراغت مل سکتی ہے۔ اس لئے امسال خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ختم شریف نہایت اہتمام سے کیا جاویگا۔ اس لئے جملہ یارانِ طریقت وابستگان پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ امسال ضرور ختم شریف میں شامل ہو کر سعادت دارین حاصل کریں۔ ختم شریف مورخہ ۳۰ اپریل ۱۹۵۰ء مطابق ۱۸ چیت سمت ۱۹۰۷ واقعہ شہر سیالکوٹ برلب سڑک ونالہ ایک بر مکان حضرت پیر صاحب قبلہ منعقد ہوگا۔

واپسی:- عالیجناب حضرت صاحبزادہ بلند اقبال مولانا پیر محمد خلیل صاحب مدظلہ سفر لائلپور۔ گجرات۔ وغیرہ سے واپس تشریف لے آئے ہیں۔ اور سیالکوٹ میں ہی رونق افروز ہیں۔

نعت شریف

محترمہ قادری بیگم صاحبہ حیدرآباد (دکن)

من موہ لیا ۔ دل چھین لیا ۔ یہ راج دُلارا خوب بنا

احمدؐ کا پیارا ہے ۔ صدیق کا دُلارا ہے ۔ حسنینؓ کی آنکھوں کا تارا خوب بنا ۔ یہ راج دُلارا خوب بنا ۔
خالق کا یہ محبوب بنا ۔ مخلوق کا معشوق بنا ۔ مومن کے سر کا تاج بنا ۔ یہ راج دلارا خوب بنا
اللہ کا یہ پیمبر ہے ۔ نبیوں کا یہ نائب ہے ۔ جاگو رے سب جاگ اُٹھو ۔ یہ اپنا بنا ۔ یہ اپنا بنا
شاہ جماعت سے لیلو ۔ یہ جماعت کا سردار بنا ۔ شریعت طریقت ان سے لو ۔ یہ معرفت حقیقت کا ہے بنا
دل لیا ۔ ایمان دیا ۔ محبت سے زیادہ اور کیا ہے یہ بھی بنا اور وہ بھی بنا ۔
جانا ہے یہاں سے کر کے سفر پھر واپس آنا ہے تو نہیں ۔ بس کر تیارہ تو سب سے سلوک ۔ تیرا بنا ہے خوب بنا
بننا بگڑنا ۔ یاں کا کیا ۔ جو بھی بنا تو واں کا بنا ۔ سمجھ لی تجھے سب ہی ملا ۔ اب خوب بنا

اب خوب بنا ۔ یہ راج دُلارا خوب بنا

اللہ کی قسم ۔ مولا کی قسم ۔ اس نعت میں ہرگز جھوٹ نہیں
یہ دل کی تڑپ کی آواز سُنو قادری کا بنا ہے ۔ سب کا بنا !

رُباعی

نہ مومن ہے نہ مومن کی امیری ۔ رہا صُوفی گئی روشن ضمیری
خدا سے پھر وہی قلب و نظر مانگ ۔ نہیں ممکن امیری بے فقیری !

اقبالؒ

حضرت یعقوب علیہ السلام کا علم غیب!

(قاضی ابوالنور محمد فاضل مدرس گورنمنٹ ہائی سکول کوہاٹ)

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیبہ سیدنا و مولینا محمد سید المرسلین وعلیٰ آلہ واصحابہ وازواجہ واتباعہ اجمعین الیٰ یوم الدین۔ اما بعد حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے۔ کہ حضرت یعقوب علیہ السلام سے پوچھا گیا۔ کہ آپ نے مصر سے حضرت یوسف علیہ السلام کے پیراہن کی خوشبو تو سونگھ لی۔ لیکن کنعان کے کنوئیں میں نہ دیکھ سکے۔ فرمایا۔

گہے بر طارم اعلیٰ نشینم گہے بر پشت پائے خود نہ بینم

اس سے یہ اندازہ لگایا جاتا ہے۔ اور یہ نتیجہ نکالا جاتا ہے۔ کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو علم نہ تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کنوئیں میں ہیں۔ حالانکہ اس کا مطلب یہ نہیں بلکہ یہ ہے۔ کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا۔ "ہماری حالت ہر وقت یکساں نہیں ہوتی۔ کبھی ہم اعلیٰ بلندی پر پہنچے ہوتے ہیں۔ اور تمام کائنات کو دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ اور کبھی اپنے پاؤں کو بھی نہیں دیکھ سکتے۔ کیونکہ انسانی فطرت ہی یہ ہے۔ کہ انسان صرف ایک ہی طرف متوجہ ہو سکتا ہے۔ دوسری طرف نہیں۔

دوسری بحث یہ ہے۔ کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نبی تھے۔ اور نبی کہتے ہیں اس کو جو غیب کی خبر دیتا ہو نبی کے معنی ہیں۔ غیب کی خبریں بتانے والا۔ لیکن نبی کا تعلق خدا تعالیٰ سے یہ ہوتا ہے۔ کہ جو بات خدا تعالیٰ کی طرف سے ان پر نازل ہو۔ یا انہیں بتائی جائیں۔ وہی کہیں۔ اپنے پاس سے اس میں کمی بیشی نہ کریں۔ نبی کو جتنا بھی علم دیا جاتا ہے۔ وہ سب منشاء الٰہی کے باعث ہوتا ہے۔ نبی از خود کوئی بات نہیں کہہ سکتا۔ جب اور جو حکم ہوگا۔ کہیگا اور کرے گا۔ پس حضرت یعقوب علیہ السلام بھی قبل از وقت نہیں بتا سکتے تھے جب جب وقت آتا گیا۔ جتنا بتانا ہوتا۔ بتا دیتے اور جب آخری موقع ہوا۔ تو سب بتا دیا۔ اپنے اس دعویٰ کے ثبوت میں کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو علم تھا۔ اور بتاتے رہے۔ قرآن مجید سے دلائل پیش کرتا ہوں۔

۱۔ جب تک حضرت یوسف علیہ السلام نے خواب نہیں دیکھا۔ آپ خاموش تھے۔ جب خواب

دیکھ کر حضرت یوسف علیہ السلام نے سنایا۔ تو فرمایا۔ قَالَ یٰبُنَیَّ لَا تَقْصُصْ رُءْیَاکَ عَلٰٓی اِخْوَتِکَ فَیَکِیْدُوْا لَکَ کَیْدًا۔
اے میرے بچے اپنا خواب اپنے بھائیوں سے نہ کہنا کہ وہ تیرے ساتھ چال چلیں گے۔
لیجئے! بسم اللہ ہوگئی۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو بتا دیا۔ کہ بھائی تمہارے سے ساتھ بدسلوکی کریں گے۔ خواب میں تو اس طرف کوئی اشارہ نہیں۔ لیکن اپنے علم سے فرما دیا۔ کہ وہ بدسلوکی کریں گے۔ (باقی بر صفحہ ۳۳)

ایک سوال!

تمام کتابوں میں لکھا ہے۔ کہ حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کے فراق میں روتے رہے۔ اور رونے سے ان کی آنکھیں جاتی رہیں۔

لیکن:

قرآن مجید میں ہے:۔

۱۔ جب بیٹوں نے ان کو اطلاع دی کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو بھیڑیا کھا گیا ہے۔ تو آپ نے فرمایا۔ فصبر جمیل۔ کیا صبر جمیل کے معنی رونے کے ہیں۔

۲۔ وابیضت عیناہ من الحزن وھو کظیم۔ ان کی دونوں آنکھیں حزن یعنی غم کی وجہ سے سفید ہوگئیں۔ (من البکاء نہیں) (رونے سے نہیں) اور حال یہ ہے۔ کہ وہ غم کو ضبط کرنے والے تھے۔ تقاضائے فطرت یہ ہے۔ کہ غم کو ضبط کیا جائے۔ تو نواء پر اثر پڑتا ہے۔ اس لئے غم کو ضبط کرنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ آنکھوں پر اثر پڑا۔

۳۔ اس کے علاوہ نبی کی شان سے بعید ہے۔ کہ وہ صبر کا دامن چھوڑ کر بیت الاحزان میں گوشہ نشین ہو جائے۔ اور تبلیغ رشد و ہدایت کا کام چھوڑ کر روتا اور آہیں بھرتا رہے۔

علماء کرام سے درخواست ہے۔ کہ اس موضوع پر دلائل سے روشنی ڈالیں۔

قاضی ابو النور محمد فاضل
عفا اللہ عنہٗ

نذرِ عقیدت!

بہ پیش گاہ اعلیحضرت امیر ملت مدظلہم العالی

(از محترمہ قادری بیگم صاحبہ حیدر آباد دکن)

لاج رکھو موری شہنشاہ پیارے — تم را بن نہیں کسی کی آس
کھو گئی پونجی میرے جنم کی! — جاؤں میں کیوں کر بچوں پاس
تمری جدائی میں یا شاہِ جماعت — دن رین روت ہوں!
جلد دکھا دو قدم مبارک — تاکہ نکالوں دل کی بھڑاس
یا شاہِ جماعت شہنشاہ پیارے — صدقے تم پر دل و جان
بگڑی بنا دو۔ بگڑی بنا دو — دل ہوا ہے میرا اُداس
راج دُلارے احمدؐ کے پیارے — قادری کی رکھو لاج!!

تمری کہاوت ہوں میں صاحب
جگ ہنسائی سے ہوں اب اُداس

سانحہ ارتحالات!

نہائت رنج اور افسوس سے لکھا جاتا ہے۔ کہ جناب ملک عبدالغنی صاحب میونسپل کمشنر سیالکوٹ طویل علالت کے بعد مؤرخہ ۲۲۔ جنوری ۱۹۵۰ء کو عالم فانی سے عالم جاودانی کی طرف رحلت فرما گئے ہیں۔ مرحوم نہائت نیک پابند صوم و صلوٰۃ و حضور امیر ملت قبلہ عالم جناب شاہ صاحب محدث علی پوری مدظلہٗ کے ارادتمندوں میں سے تھے۔ ناظرین رسالہ دعا فرمادیں۔ کہ خداوند کریم مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عنائت فرما کر پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرمادے۔ آمین یا مولیٰ کریم! (ایڈیٹر)

نہائت افسوس سے لکھا جاتا ہے۔ کہ دربار علی پور شریف کے درویش خاص میاں امام الدین صاحب ساکن موضع ریداس چند یوم بیمار رہ کر رحلت فرما گئے ہیں۔ مرحوم نہائت خدمت گذار و حضور قبلہ عالم مذکور کے جانثار تھے۔ خدا تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عنائت فرما کر پس ماندگان کو صبر جمیل عنائت فرما وے۔ (ایڈیٹر)

مجربات نقشبندیہ!

ہمارے مطب میں مندرجہ ذیل امراض کے لئے تیر بہدف ادویات نہائت محنت و عرق ریزی سے تیار کی جاتی ہیں۔ ایک ماہ کے اندر سینکڑوں مریض بالکل صحتیاب ہو چکے ہیں۔ اور یہ بیماری دوبارہ زندگی میں نہ ہوگی۔ صرف آزمائش شرط ہے۔ اس سے فائدہ اُٹھائیے۔

جریان۔ درد گردہ۔ تپدق و سل

(ہدیہ پانچ روپیہ فی مرض)

خادم الحکماء خان غلام نبی خاں بی۔ ڈی۔ میانہ پورہ سیالکوٹ

اخبار

اعلیحضرت عظیم البرکت امیرملت قبلہ عالم محدث علی پوری مدظلہ العالی بخیریت تمام دربار عالیہ علی پور شریف میں ہی رونق افروز ہیں۔ ہر روز یارانِ طریقت برائے زیارت و قدمبوسی آستانہ عالیہ پر حاضر ہو کر مستفیض ہو رہے ہیں۔

عالیجناب حضرات صاحبزادگان قبلہ خیریت سے ہیں۔

شکریہ

اعلیحضرت امیرملت قبلہ عالم جناب شاہصاحب محدث مدظلہ العالی و عالی جناب حضرت صاحبزادہ بلند اقبال مولنٰنا حافظ حاجی سید حید رحسین شاہ صاحب و عالیجناب حضرت صاحبزادہ مولنٰنا حاجی حافظ انور حسین شاہصاحب و عالیجناب حضرت صاحبزادہ مولنٰنا حافظ حاجی سید شبیر حسین شاہصاحب و عالیجناب حضرت مولنٰنا حاجی بخشی مصطفےٰ علی صاحب و عالیجناب حضرت مولنٰنا حامد حسن صاحب آگرہ۔ ان حضرات نے کثیر التعداد رسالہ مذکور کے خریدار ارسال فرمائے ہیں۔ اور قلمی معاونت بھی فرمائی ہے۔ ا[illegible] مبارک ہستیوں کا تہِ دل سے مشکور ہے۔ باقی جملہ یارانِ طریقت کا فرض اولین ہے۔ کہ رسالہ ہذا کی قلمی۔ درمی اعانت فرما کر سعادت دارین حاصل کریں۔

(ایڈیٹر)

سوانح حیات

اعلیحضرت امیرملت قبلہ عالم مدظلہ العالی کی سوانح حیات رسالہ ماہ مارچ میں شروع ہوگی۔ اور مکتوبات حضرت امیرملت قبلہ عالم کا سلسلہ بھی شروع کیا گیا ہے۔ جن حضرات کے پاس ایسے مکتوبات ہوں۔ وہ ازراہِ اخوت نوازی اپنے برادرانِ طریقت کے استفادہ کے لئے ہمارے پاس اصل یا نقل لکھ کر ارسال کریں۔ اگر اصل مکتوب ہی آوے۔ تو ہم اس کو بعد اشاعت بحفاظت شکریہ کے ساتھ واپس کریں گے۔

(ایڈیٹر)

ملک عبدالعزیز پرنٹر، پبلشر، ایڈیٹر نے المیکا نیٹڈ پریس سیالکوٹ سے چھپوا کر دفتر لمعات الصوفیہ ٹبہ گلے زئیاں سیالکوٹ سے شائع کیا۔